

مدیر اعلیٰ
مولانا محمد الیاس گھمن



شمارہ 6

مئی 2012ء

جلد نمبر 0

ستی اور ہم  حلال فوڈز 

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ 

فخر المتکلمین خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ 

مسجد کے متعلق ایک سوال کا جواب 

جانے اس بستی کی برہامی کہاں تک جائے گی؟ 

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ
87 جنوبی لاہور و سرگودھا



زیصدات

حضرت
قدس مولانا
عزیز الرحمن
ہزاروی

زیر پرستی

شیخ
امیر
منیر احمد منور
مولانا
امیر اتحاد اہل السنۃ
پاکستان

لاہور
اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ



کے زیر اہتمام

عظیم تیسرا سالانہ
امام اسم الوحدیہ
نعمان بن ثابت سیمینار

صبح 10 تا 2 بجے دوپہر

بوقت

10 جون
2012ء
بروز اتوار

بتاریخ

اسلام آباد ہاؤس
میلوڈی-6
اسلام آباد

بمقام

داخلہ بذریعہ کارڈ ہوگا

مقرین

مولانا سید
عدنان کا کاخیل
پابھٹہ، شیرکراچی

مولانا
ابن الحسن عباسی
مدیر مابنائہ دافق المدارس، کراچی

مولانا مفتی
محمد زاہد
شیخ الحدیث مابھاداد فیصل آباد

متکلم اسلام مولانا
محمد الیاس گھمن
ڈاکٹر ایم ایچ اعلیٰ انسنت و الجماعت
پاکستان

مولانا
زاہد الراشدی
شیخ الحدیث نسفہ و احکم کوہ جزائر

ڈاکٹر
ولی اللہ ندوی
رہنما فیض جامعہ عثمان للعلوم و احکام لونی
میرٹھ، اتر پردیش

چوہدری
ندیم اختر
پرنسپل اینٹ H.R.D.F اسلام آباد

شیخ
ابو حنیفہ
ڈاکٹر انورہ اعلیٰ عالمیاب الاسلامی
پاکستان

ڈاکٹر
عبدہ عتین
ڈاکٹر یحییٰ راہیہ عالم اسلامی پاکستان

مولانا
عبد اللہ عابد
امیر اتحاد اہل السنۃ، صوبہ پنجاب

0332
5279592

مولانا شفیق الرحمن
نائب امیر اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ (پنجاب)

آرگنائزرو

سیمینار کی تمام کارروائی براہ راست دکھائی جائے گی
www.ahnafmedia.com, www.alittehaad.org

فقیہ ماہنامہ سُنَّۃ

شماره 5

مئی 2012ء

جلد نمبر 1

مجلس ادارت

- مولانا محمد رضوان عزیز
- مفتی شبیر احمد حنفی
- مولانا محمد کلیم اللہ

انجمنی ہولڈرز ممبر لگائیں اور ہدیہ دینے والے اپنا نام لکھیں!

بفیضانِ نظر
بشعاعِ العرب
عارفِ اللہ حضرت مولانا
حکیم شاہ محمد اختر حفظہ اللہ

مدیر اعلیٰ

مولانا محمد الیاس گھمن

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک
35 ڈالر..... سالانہ
سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک
25 ڈالر..... سالانہ
ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر..... سالانہ

قیمت فی شمارہ 20/- روپے

سالانہ زر تعاون

240/- روپے

برائے رابطہ

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ

87 جنوبی اڈا روڈ سکرگڑا 0332-6311808

www.ahnafmedia.com

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ

فہرست

- 3 سنی اور ہم
- اداریہ
- 6 مقام فقہ
- علامہ خالد محمود مدظلہ العالی
- 23 مسجد کے متعلق ایک سوال کا جواب
- متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھسن حفظہ اللہ 23
- 27 جانے اس بستی کی بربادی کہاں تک جائے گی؟
- مولانا محمد رضوان عزیز
- 31 فقیہہ الامت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
- مولانا محمد عاطف معاویہ
- 38 سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ
- مولانا محمد اکمل راجن پوری
- 44 حلال فوڈز
- مفتی عبدالمنعم فائز
- 49 فخر المتکلمین خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ
- مولانا محمد عبداللہ معتمد
- 54 کنز الدقائق
- مولانا محمد یوسف

”ستی اور ہم“

اداریہ

اسلام نے جاہلانہ رسوم و رواج کو جس طرح کچل کر ختم کیا ہے اس طرح کی تاریخ کا حامل کوئی اور مذہب نہیں ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا: کل شیء من أمر الجاہلیۃ تحت قدھی موضوع

(صحیح مسلم: رقم 1218)

جاہلیت والا ہر کام میرے پاؤں کے نیچے ہے۔

لیکن افسوس آج ہم نے دوبارہ انہی جاہلانہ رسوم کو گلے لگا لیا ہے۔ چونکہ ہم بہت عرصہ سے ہندوانہ معاشرہ میں جی رہے ہیں، اس لئے ہندوؤں کی ایک عادت کہ بیوہ عورت سے نکاح نہ کرنا ہمارے اندر سرایت کر گئی ہے۔ ہندو لوگ اپنی عورتوں کو بیوہ ہونے کے بعد خاوند کے ساتھ ہی جلا دیتے تھے، عورتیں جل مرنے کو تیار اسی لئے ہو جاتیں تھیں کہ زمانے کے تلخ حقائق کا سامنا اپنی بیوگی کے ساتھ کیسے کریں گی۔

عورتوں کی جل مرنے کی اس رسم کو ”ستی کی رسم“ کہتے ہیں، مگر اسلام نے نکاح بیوگان پر زور دیا ہے کہ معاشرہ بے راہ روی سے محفوظ بھی رہے اور عورت جیسی صنف نازک بھی اپنی عفت کا آئینہ گناہ کی نحوست سے بچا سکے۔ لیکن ہم لوگوں نے بیوہ سے نکاح کرنے کو اہمیت نہ دی، نتیجۃً حالات سے دوچار ہو کر بیوہ زندہ رہتے ہوئے بھی بے رحم معاشرے کی آگ میں جل کر سستی ہو گئی۔ علماء کرام نے داسے درمے سنے اس لاپرواہی کی طرف قوم کو متوجہ تو کیا ہے مگر عملاً معاملہ سست روی کا شکار رہا۔ بندہ نے پانچ اپریل 2012ء کو حضرت مولانا مفتی زین العابدین رحمہ اللہ کی بیوہ بیٹی سے عقد ثالث کر کے اس رسم کو توڑا ہے۔ آپ بھی قدم بڑھائیں تاکہ ان مروجہ رسومات کی بیخ کنی ہو سکے اور اسلامی معاشرہ پاکیزگی کا نمونہ بن سکے۔

احسن اقدام

جامعۃ الرشید ویسے ہی ماشاء اللہ اپنے ہر پروگرام میں اپنی مثال آپ ہوتا ہے۔ امت مسلمہ کے زخموں پر مرہم پاشی کرنا ہو یا جدیدیت کے ناسور کا مقابلہ کرنا ہو، ہر لمحہ ہر آن چاک و چابند اور ہر طرح کے چیلنجز سے نمٹنے کو ہمہ وقت تیار.... جامعۃ الرشید ادارہ کم تحریک زیادہ ہے۔ کو حلال فوڈ سیمینار منعقد ہوا، جس میں ملک بھر سے اہل علم حضرات نے شرکت کی اور پوری قوم جب بے فکری سے کھانے پینے میں مشغول تھی یہ اہل دل یا یوں کہیے "دل جلے" حلال و حرام کی بحث میں مشغول تھے کہ کس طرح ہماری مسلم قوم کا کھانا پینا حلال ہو جائے اور متشابہ اشیاء ان کا جزو بدن نہ بن جائیں اور یہ وہی پر فتن دور ہے جس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِي الْمَرْءُ بِمَا أَخَذَ الْمَالُ أَمِنْ حَلَالٍ أَمْ مِنْ حَرَامٍ

(صحیح البخاری: رقم 1952)

کہ لوگ حلال و حرام کی فکر چھوڑ دیں گے اور قطعاً پروا نہیں کریں گے کہ مال حلال ذریعے سے کما رہے ہیں یا حرام سے؟ ایسے دور میں لوگوں کو حرام سے بچانے اور حلال تک ان کی رسائی کو ممکن بنانے کے لئے جامعۃ الرشید کا یہ اقدام انتہائی احسن ہے اور ہر ذی شعور جامعۃ الرشید کی اس مبارک سعی پر دل و جان سے خوش بھی ہے اور جامعہ کا شکر گزار بھی۔

ہماری دلی دعا ہے کہ جامعہ کا یہ اقدام بخیر و خوبی کامیابی سے ہم کنار ہو اور جلد از جلد حلال و حرام اشیاء کی لسٹ "ضرب مومن" کے صفحات کی زینت بنے تو امت مسلمہ کو فائدہ ہو۔ حلال و حرام کے متعلق "تمییز الکلام عن الحلال و الحرام" نامی کتاب میں جانوروں کے بارے میں تو لکھا ہوا ہے لیکن ڈبہ بند امپورٹڈ (Imported) کھانے تحقیق طلب ہیں۔ ہماری

دعا ہے کہ جامعۃ الرشید اور دیگر اہل حق کے تمام ادارے اپنے مبارک منصوبوں میں کامیابی سے منزل آشنا ہوں آمین ثم آمین۔

سانحہ پر ملال!

مورخہ 7 اپریل 2012ء:

گیاری سیکٹر سکر دو میں پاکستان آرمی کے جانبازوں کے ساتھ پیش آنے والے سانحہ پر پوری قوم انتہائی صدمہ سے دوچار ہے اور اس سانحہ میں شہید ہونے والے نوجوانوں کے ورثاء کے ساتھ غم میں برابر شریک ہے۔ ایسے سانحات ہماری اجتماعی بد اعمالیوں پر تنبیہ ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اجتماعی گناہوں سے اجتماعی اور انفرادی گناہوں سے انفرادی توبہ کی توفیق نصیب فرمائے، اور ہمارے ان نوجوانوں کی شہادت کو قبول فرمائے جو برف پوش پہاڑوں میں دفاع وطن کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے خالق حقیقی سے جا ملے۔ خداوند کریم مرحومین کے پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائے اور پوری قوم کو ایسے سانحات سے محفوظ فرمائے۔ بندہ اس صدمہ میں پوری قوم کی طرح پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ بس ہم سب اس سانحہ پر ملال پر اللہ سے یہی دعا کرتے ہیں:

اللھم لا تحرمنا اجرہ ولا تفتننا بعدہ



مقام فقہ

علامہ خالد محمود مدظلہ العالی

پی۔ ایچ۔ ڈی لندن

صحابہ کرام کے ہاں فقہ کا مقام

1: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کوئی مسئلہ پیش آتا تو اہل الرائے اور اہل الفقہ کو مشورہ کے لئے بلاتے، مہاجرین و انصار میں سے اہل علم کو بلاتے۔ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبد الرحمن بن عوف، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابی بن کعب اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کو بلاتے۔ یہی لوگ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو وہ بھی انہی سے مشورہ لیا کرتے تھے اور فتویٰ کا مدار زیادہ انہی حضرات پر تھا۔ (کنز العمال ج: 3 ص: 144)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی مجلس فقہاء ان سات ارکان پر مشتمل تھی۔

"کان ابو بکر الصدیق اذا ورد علیہ حکم نظر فی کتاب اللہ تعالیٰ فان وجد فیہ ما یقضى به قضی به وان لم یجد فی کتاب اللہ نظر فی سنة رسول اللہ فان وجد فیہا ما یقضى به قضی به فان اعیاء ذالک سال الناس هل علمتم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضی فیہ بكذا او کذا فان لم یجد سنة سنہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم جمع رؤوس الناس فاستشارهم فاذا اجتمع الیہم علی الشئ قضی به"

(کتاب القضاء لابن عبید)

ترجمہ: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس جب کوئی مقدمہ آتا تو آپ کتاب اللہ پر نظر کرتے۔ اگر اس میں مل جاتا تو اس کے مطابق فیصلہ کرتے اور اگر اسے کتاب اللہ میں نہ پاتے تو سنت رسول پاک میں اسے تلاش کرتے۔ اگر آپ کو وہ اس میں مل جائے تو اس کے مطابق فیصلہ دیتے اور اگر وہ مسئلہ وہاں بھی نہ ملے تو آپ دوسرے صحابہ سے پوچھتے: کیا تم نے جانا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں کوئی فیصلہ دیا ہو؟ اگر آپ کو اس طرح بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی سنت نہ ملتی تو آپ صحابہ رضی اللہ عنہم کی میٹنگ بلاتے اور ان سے مشورہ کرتے۔ اگر وہ کسی بات پر متفق ہو جاتے تو آپ اس کے مطابق فیصلہ فرماتے۔

ادلہ شرعیہ میں کتاب و سنت کے بعد اجماع کا درجہ ہے پھر قیاس مجتہد ہے۔

2: قرآن کریم کا ارشاد ہے:

"كُونُوا رَٰبِّانِيَيْنِ يَمَّا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَيَمَّا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ"

(آل عمران: 79)

ترجمہ: تم ہو جاؤ اللہ والے جیسے کہ تم سکھاتے تھے اللہ کی کتاب اور جیسے کہ تم خود بھی پڑھتے تھے۔

ترجمان القرآن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"كُونُوا مُحْكَمَاءَ عُلَمَاءَ وَفُقَهَاءَ"

(صحيح البخاری ج: 1، ص: 16)

ترجمہ: تم ہو جاؤ حکماء اور فقہاء۔

"قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَا سَأَلَنِي رَجُلٌ عَنْ مَسْأَلَةٍ إِلَّا عَرَفْتُ، فَقِيهٌ هُوَ، أَوْ غَيْرُ فَقِيهٍ"

(مصنف ابن ابی شیبہ ج: 3، ص: 312)

ترجمہ: جب بھی کسی نے کوئی مجھ سے مسئلہ پوچھا میں نے جان لیا وہ فقیہ ہے یا غیر فقیہ۔

صحابہ میں آپ جس کو عالم ربانی سمجھتے کہ وہ بات کتاب و سنت کی مرادات میں گھر کر کہتا ہے تو اسے کہتے یہ فقیہ ہو چکا آپ نے حضرت امیر معاویہ کو بھی یہ سند دی اور فرمایا "انہ لفقہ" اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے ہاں فقہ کی کتنی عظمت تھی۔ ایک اور موقع پر فرمایا "أَفْضَلُ الْعِبَادَةِ الْفِقْهُ فِي الدِّينِ"

(عوارف المعارف جہا مش احیاء ج: 1 ص: 226)

یہ بہترین عبادت ہے کہ فقہ میں لگے رہو۔

3: فقیہ الامت حضرت عبد اللہ ابن مسعود کی منزلت علمی سے کون آگاہ نہیں آپ اس زمانے کو فتنے کا زمانہ کہتے ہیں جب قرآن کے الفاظ کو اٹھانے والے زیادہ ہو جائیں گے اور اس کی گہرائی میں اترنے والے اس کے معانی کے علمبردار کم ہو جائیں گے۔ قرآن پاک کے ظاہر و باطن کو اٹھانے والوں کو آپ قرآء اور فقہاء کا نام دیتے تھے۔

آپ فرماتے ہیں: "كَيْفَ إِذَا لَيْسَتْكُمْ فِتْنَةٌ يَهْرُمُ فِيهَا الْكَبِيرُ وَيَزُولُ فِيهَا الصَّغِيرُ... إِذَا كَثُرَتْ قُرَاءُكُمْ وَقَلَّتْ فُقَهَاءُكُمْ"

(سنن دارمی ج: 1 ص: 75)

ترجمہ: تمہارا کیا حال ہو گا جب تمہیں فتنے آلیں گے بڑے بوڑھے ہو جائیں گے اور چھوٹے بڑے ہو جائیں گے۔۔۔ قاری زیادہ ہوں گے اور فقہ جاننے والے کم ہوں گے۔

اور یہ بھی فرمایا

"لَا يَأْتِي عَلَى كُمْ عَامٌ إِلَّا وَهُوَ شَرُّ مِنَ الدَّائِي كَانَ قَبْلَهُ... وَلَكِنْ عَلَمَاءُكُمْ وَخِيَارُكُمْ وَفُقَهَاءُكُمْ يَذْهَبُونَ ثُمَّ لَا تَجِدُونَ مِنْهُمْ خَلْفًا وَتَحْجِي قَوْمٌ يَقْيِسُونَ الْأَمْرَ بِرَأْيِهِمْ"

(سنن دارمی ج: 1 ص: 76)

ترجمہ: تم پر کوئی سال نہ آئے گا مگر یہ کہ وہ اپنے سے پہلے سال سے بدتر ہو گا۔ لیکن تمہارے علماء اور اچھے لوگ اور فقہاء چلتے بنیں گے پھر تم ان کے جانشین نہ پاؤ گے۔ پھر ایسے لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے جو معاملے کو اپنے خیال سے طے کریں گے۔

فقہاء مسائل غیر منصوصہ کو علت پر نظر رکھتے ہوئے مسائل منصوصہ پر قیاس کرتے ہیں رائے پر قیاس نہیں کرتے۔ حضرت نے پیشگوئی کی جب اصل فقہاء اٹھ جائیں گے تو وہ لوگ آجائیں گے جو مسائل کو اپنے خیال سے طے کریں گے۔

4: فقیہہ شام حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ (32ھ) فرماتے ہیں۔

"لَا تَفْقَهُ كُلُّ الْفَقْهِ حَتَّى تَرَى الْقُرْآنَ وَجُوهًا كَثِيرَةً وَلَنْ تَفْقَهُ كُلُّ الْفَقْهِ حَتَّى تَمْنُقْتَ النَّاسَ فِي ذَاتِ اللَّهِ ثُمَّ تُقْبَلَ عَلَى نَفْسِكَ فَتَكُونَ لَهَا أَشَدَّ مَقْتًا مِنْكَ لِلنَّاسِ"

(الاسماء والصفات للبيهقي ج 2 ص 163)

ترجمہ: تم اس وقت تک پورے فقیہہ نہیں ہو سکتے جب تک کہ قرآن کریم میں وجوہ کثیرہ پر تمہاری نظر نہ ہو اور تم اس وقت تک کامل فقیہہ نہ ہو سکو گے جب تک تم اللہ کے لئے لوگوں سے بیزار نہ رہو پھر تم اپنے جی پر نظر کرو اور تم اس کے لئے لوگوں سے بھی زیادہ دوری اختیار کرنے والے ہو جاؤ۔

5: حضرت تمیم داری کہتے ہیں حضرت عمر نے فرمایا

"فَمَنْ سَوَّدَهُ قَوْمُهُ عَلَى الْفِقْهِ كَانَ حَيَاةً لَهُ وَلَهُمْ وَمَنْ سَوَّدَهُ قَوْمُهُ عَلَى غَيْرِ فَقْهِ كَانَ هَلَاكًا وَلَهُمْ"

(سنن دارمی ج: 1 ص: 91)

ترجمہ: جس شخص کو اس کی قوم نے فقہ پر سرداری دی اس میں اس کے لئے اور اس قوم کے لئے زندگی ہے اور جسے اس کی قوم نے فقہ کے بغیر سردار بنایا اس میں اس کے لئے اور پوری قوم کے لئے ہلاکت ہے۔

حضرت عمرؓ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا:

"أَمَّا بَعْدُ! فَإِنِّي أَمُرُّكُمْ بِمَا أَمَرَ كُمْ بِهِ الْقُرْآنُ وَأَنْتَهَاكُمْ عَنْمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ
مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمُرُّكُمْ بِاتِّفَاقِ الْفُقَهَاءِ وَالسُّنَّةِ وَالتَّفَهُّمِ فِي الْعَرَبِيَّةِ"

(مصنف عبد الرزاق ج: 11 ص: 213)

ترجمہ: میں تمہیں اسی بات کا حکم دیتا ہوں جس کا قرآن کریم نے تمہیں حکم دیا ہے اور اسی چیز سے روکتا ہوں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا ہے اور میں تمہیں فقہ اور سنت کے جوڑنے اور عربیت میں فہم پیدا کرنے کی تاکید کرتا ہوں۔

"عَنْ عُمَرَ بْنِ زَيْدٍ. قَالَ: كَتَبَ عُمَرُ إِلَى أَبِي مُوسَى: أَمَّا بَعْدُ فَتَفَقَّهُوا فِي
السُّنَّةِ وَتَفَقَّهُوا فِي الْعَرَبِيَّةِ."

(مصنف ابن ابی شیبہ ج: 5 ص: 240)

ترجمہ: حضرت عمرؓ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ سنت میں فقہ حاصل کرنے کی کوشش کرو اور عربیت میں فقہ کی تلاش کرو۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ خود بھی اونچے علمی پائے کے عالم تھے گویا ان کا بھی اس پر اتفاق ہے کہ فقہ سنت اور علم و ادب ساتھ ساتھ چلیں گے تب کتاب و سنت کی اصل پر اطلاع ہو سکے گی۔ حضرت عمرؓ نے ایک اور موقع پر بھی فرمایا

"تَفَقَّهُوا قَبْلَ أَنْ تُسَوِّدُوا"

(صحیح البخاری، ج: 1 ص: 17)

سیادت پر آنے سے پہلے فقہ حاصل کرو۔

حضرت عمرؓ نے جابیہ میں جو خطبہ دیا اس میں کھلے لفظوں فقہ کی طرف توجہ دلائی۔ آپؓ نے فرمایا "مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُسْأَلَ عَنِ الْقُرْآنِ فَلْيَأْتِ أَبِي بَكْرٍ كَعْبٍ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ

يَسْأَلُ، عَنِ الْفَرَائِضِ فَلْيَأْتِ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْأَلَ، عَنِ الْفَقْهِ فَلْيَأْتِ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ

[مصنف ابن ابی شیبہ: رقم الحدیث: 33567]

ترجمہ: جو شخص چاہے کہ قرآن کے بارے میں کچھ پوچھے وہ ابی بن کعب کے پاس جائے اور جو شخص وراثت کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہے وہ زید بن ثابت کے پاس آئے اور جو شخص فقہ کا خواہاں ہو وہ معاذ بن جبل کے پاس آئے۔

6: حضرت علی المرتضیٰ کی شہادت:

"لَا خَيْرَ فِي عِبَادَةٍ لَا فِقْهَ فِيهَا وَلَا فِي قِرَاءَةٍ لَا تَدْبُرُ فِيهَا أَفْلاَ يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ"

(وراجع لہ فتح الباری ج: 1 ص: 126)

ترجمہ: اس عبادت میں خیر نہیں جس میں فقہ کا دخل نہ ہو اور نہ قرأت میں جس کے ساتھ تدبر نہیں قرآن میں ہے۔ (قرآن کریم میں ہے) کیا یہ لوگ قرآن میں تدبر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں۔

آپ نے یہ بھی فرمایا:

"الْفَهْمُ الْفَهْمُ فِيمَا يَخْتَلِجُ فِي صَدْرِكَ مِمَّا لَمْ يَبْلُغَكَ فِي الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَأَعْرِفِ الْأَمْثَالَ وَالْأَشْبَاهَ ثُمَّ قِيسِ الْأُمُورَ عِنْدَ ذَلِكَ وَاعْمِدْ إِلَى أَحَبِّهَا إِلَى اللَّهِ وَأَشْبَهْهَا فِيمَا تَرَى."

(سنن الداری قطنی ج 4 ص 206)

ترجمہ: جو چیز تیرے دل میں لکھنے جس کے بارے میں تمہیں کتاب و سنت سے کوئی بات نہ پہنچی ہو اس میں غور کرو اور اسے جاننے کی کوشش کرو اس کی امثال اور ملتی جلتی صورتوں کو پہچانو پھر اس موقع پر قیاس سے کام لو اور وہ پہلو اختیار کرو جو اللہ کو زیادہ پسند ہو اور تمہاری نظر میں حق کے زیادہ قریب ہو۔

حضرت معاویہ جنہیں حضرت ابن عباس نے "إِنَّهُ لَفَقِيهٌ" کے اعزاز سے ذکر کیا ہے آپ نے طاعون عموں میں خطبہ دیا اس میں حضرت عبادہ بن صامت کے بارے میں فرمایا وہ مجھ سے زیادہ فقیہ ہیں۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ میں فقہ کا ذکر کس عزت اور عظمت سے کیا جاتا تھا اور فقہ کی اسلام میں کتنی ضرورت سمجھی جاتی تھی۔

"لَا يَبِيعُ فِي سُوْقِنَا إِلَّا مَنْ قَدْ تَفَقَّهَ فِي الدِّينِ"

(جامع الترمذی ج: 1 ص: 449)

حضرت عمر کا اعلان تھا کہ جو شخص فقہ نہ جانتا ہو وہ ہمارے بازار (ہماری مجلس شوری) میں نہ بیٹھے۔

7: حضرت جابر بن عبد اللہ کی عظیم علمی شخصیت سے کون انکار کر سکتا ہے۔ آپ کی زبان سے فقہ کی عظمت سنئے:

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَقْرَأَ لِكِتَابِ اللَّهِ، وَلَا أَفْقَهَ فِي دِينِ اللَّهِ، وَلَا أَعْلَمَ بِاللَّهِ مِنْ عُمَرَ."

(مصنف ابن ابی شیبہ ج: 6 ص: 139)

ترجمہ: میں نے حضرت عمر سے زیادہ کسی کو قرآن پڑھنے والا دین کی زیادہ سمجھ رکھنے والا (افقہ) اور اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھنے والا کسی کو نہیں پایا۔

8: عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، قَالَ: إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا فَفَقَّهَهُ فِي الدِّينِ وَالْأَهْمَةُ رُشْدُهُ..

(مصنف ابن ابی شیبہ ج: ۶ ص: 241)

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے خیر کا ارادہ فرمائیں تو اسے دین میں فقہ عطا فرمادیتے ہیں اور اس کا رشد و ہدایت ہونا اس کے دل میں القافر مادیتے ہیں۔

محمد بن کعب سے بھی فقہ کی عظمت و اہمیت اسی طرح مروی ہے۔

نماز اہل سنت والجماعت

مولانا محمد الیاس گھمن

طریقہ نماز

نیت کرنا:

1. اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَمَا أَمُرُّوْا إِلَّا لِیَعْبُدُوْا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ حَقَّاءِ۔

(سورۃ البینۃ: 5)

ترجمہ: انہیں حکم دیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اُس کے لئے اپنے دین کو خالص کر کے یکسو ہو کر۔

2. عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔

(مسند ابی حنیفہ بروایت الحارثی ج 1 ص 250 رقم الحدیث 264، صحیح البخاری ج 1 ص 2 باب کیف بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔

استقبال قبلہ:

1. اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَرْقًا۔

(سورۃ البقرۃ: 144)

ترجمہ: اور تم جہاں کہیں بھی ہو تو پھر دو اپنے چہروں کو اسی کی طرف۔

2. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ... إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْبِغُوا وُجُوهَكُمْ ثُمَّ اسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ۔

(صحیح بخاری ج 2 ص 286 باب اذا حنث ناسیا فی الایمان صحیح مسلم ج 1 ص 170 باب وجوب قراء الفاتحة فی کل رکعة)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو اچھی طرح وضو کر اور پھر قبلہ کی طرف منہ کر۔

استقبال قبلہ کے وقت چہرہ قبلہ کی طرف ہونا:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيَّنَّ النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ إِذْ جَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبَلُوهَا وَكَانَتْ وَجُوهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْكَعْبَةِ۔

(صحیح البخاری ج 1 ص 58 باب ما جاء فی القبلة صحیح مسلم ج 1 ص 200 باب تحویل القبلة۔)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لوگ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) مسجد قبائیں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک آنے والا آیا اور کہنے لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس رات قرآن نازل ہوا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کر لیں، تم بھی کعبہ کی طرف منہ کر لو۔ پہلے ان کے چہرے شام (بیت المقدس) کی طرف تھے تو وہ (نماز ہی میں) کعبہ کی طرف پھر گئے۔

تکبیر کہتے ہوئے استقبال قبلہ کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو نماز کا طریقہ سکھاتے ہوئے فرمایا:

ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَكَبَّرَ۔

(صحیح بخاری ج 2 ص 986 باب اذا حنث ناسیاً فی الایمان صحیح مسلم ج 1 ص 170 باب تحویل القبلة)

ترجمہ: پھر قبلہ کی طرف منہ کر۔

قیام کرنا:

1. اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ۔

(سورة البقرة: 238)

ترجمہ: اور اللہ کے حضور عاجزی کے ساتھ کھڑے رہا کرو۔

2. عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ فَقَالَ صَلِّ قَائِماً

(صحیح البخاری ج 1 ص 150 باب اذا لم يطق قاعدا سنن ابی داؤد ج 1 ص 144 باب فی صلوة القاعد)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر پڑھو۔“

قیام میں نگاہیں سجدے کی جگہ رکھنا:

3. عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَنَسُ: اجْعَلْ بَصْرَكَ حَيْثُ تَسْجُدُ۔

(السنن الكبرى للبيهقي ج 2 ص 284 باب لا يجاوز بصره موضع السجود مشكوة المصابيح ج 1 ص 91)

باب ما لا يجوز من العمل في الصلوة

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس! اپنی نظر سجدے کی جگہ پر رکھو۔

1. عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ... وَيَشْخَصُ بِبَصَرِهِ إِلَى مَوْضِعِ سُجُودِهِ۔

(الترغيب والترهيب للاصحبا ج 2 ص 421 فصل في الترهيب من الالتفات في الصلوة)

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو اپنی نگاہوں کو سجدہ کی جگہ پر جمالیتے۔“

تکبیر تحریمہ کہنا:

1. اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى۔

(سورۃ الاعلیٰ: 15)

ترجمہ : اور اپنے رب کا نام لیا پھر نماز پڑھی۔

2. عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِفْتَاحُ

الصَّلَاةِ الطُّهُورُ وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ۔

(سنن ابی داؤد ج 1 ص 98 باب فی تحریم الصلوۃ جامع الترمذی ج 1 ص 6 باب ما جاء فی مفتاح الصلوۃ الطہور)

ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”نماز کی کنجی طہارت ہے۔ اس کی تحریم ”اللہ اکبر“ کہنا ہے اور اس کی تحلیل سلام پھیرنا ہے۔

الفاظ تکبیر:

1. اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ۔

(سورۃ المذثر: 3)

ترجمہ : اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے۔

2. عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

كَانَ إِذَا قَامَ يُصَلِّي تَطَوُّعًا قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ۔

(سنن النسائی ج 1 ص 143 باب نوع آخر من الذکر والدعاء الخ المعجم الكبير للطبرانی ج 8 ص 226 رقم)

الحديث 15857)

ترجمہ : حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جب نفل نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو ”اللہ اکبر“ کہتے۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: اشْتَكَى أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْغَابَ فَصَلَّى أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَجَهَرَ بِالتَّكْبِيرِ حِينَ افْتَتَحَ وَحِينَ رَكَعَ (السنن الكبرى للبيهقي ج 2 ص 18 باب جهر الامام بالتكبير، صحيح البخاری ج 1 ص 114 باب يكبر وهو ينحض من السجدة) وهو ينحض من السجدة

ترجمہ: حضرت سعید بن حارث رحمہ اللہ سے روایت ہے:

”ایک بار حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے یا کہیں گئے ہوئے تھے (اس میں راوی کو شک ہے) تو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی تو تکبیر کو بلند آواز سے کہا جب نماز شروع کی اور جب رکوع کیا۔

مقتدی و منفرد کا سرا تکبیر کہنا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات کی نماز کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهَادِي بَيْنَ رَجُلَيْنِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَحُطُّ بِرِجْلَيْهِ الْأَرْضَ فَلَمَّا رَأَاهُ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ذَهَبَ يَتَأَخَّرُ فَأَشَارَ إِلَيْهِ أَنْ صَلَّى فَتَأَخَّرَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَقَعَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَنْبِهِ وَأَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُسْمِعُ النَّاسَ التَّكْبِيرَ۔

(صحيح بخاری ج 1 ص 98، 99 باب من اسمع الناس تكبير الامام)

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو آدمیوں کے بیچ میں سہارا لیتے ہوئے باہر تشریف لے گئے گویا میں اس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ رہی ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں پیر زمین پر گھسٹتے جاتے ہیں۔

جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ پڑھو چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کچھ پیچھے ہٹنے لگے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پہلو میں بیٹھ گئے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو تکبیر سناتے جاتے تھے

چار رکعت نماز میں بائیس تکبیریں ہیں:

1. عَنْ عِكْرَمَةَ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ شَيْخٍ مَكَّةَ فَكَبَّرَ ثَلَاثَتَيْنِ وَعِشْرِينَ تَكْبِيرَةً.

(صحیح البغاری ج 1 ص 108 باب التکبیر اذا قام من السجود)

ترجمہ: حضرت عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ میں ایک شیخ کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے بائیس تکبیریں کہیں۔

فائدہ:

”شیخ“ سے مراد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں جیسا کہ سنن طحاوی ج 1 ص 161 پر تصریح موجود ہے۔

1. حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ نے ایک بار لوگوں کو جمع کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ نماز سکھایا: اس حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

”ثُمَّ صَلَّى بِهِمُ الظُّهْرَ فَكَبَّرَ فِيهِمَا ثَلَاثَتَيْنِ وَعِشْرِينَ تَكْبِيرَةً“

(مصنف عبد الرزاق ج 2 ص 40 باب التکبیر رقم الحدیث 2509)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی اور اس میں بائیس تکبیریں کہیں۔

چند احادیث کی تشریح

خزائن السنن کے عنوان سے عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کے ملفوظات کو پیش کیا جاتا ہے۔ حضرت دامت برکاتہم نے اپنے علمی ذوق کے مطابق چند احادیث کی بڑی دلنشین تشریح فرمائی ہے، جسے ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔
از مرتب: مفتی شبیر احمد حنفی

حدیث "اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ الْح" کی تشریح

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا:
ایک مرتبہ مجھے بخاری شریف پڑھاتے ہوئے میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب بھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث پڑھی:

اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلَجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ

(المشکوۃ: کتاب الدعوات باب الاستعاذۃ)

اے اللہ! میرے گناہوں کو دھو دے برف کے پانی سے اور اولے کے پانی سے۔
ڈاکٹر عبدالحی صاحب بھی موجود تھے۔ انہوں نے حضرت سے سوال کیا کہ حضرت یہ برف کے پانی سے اور اولے کے پانی سے گناہوں کو دھونے میں کیا راز ہے؟ حدیث میں یہ مثالیں کیوں دی گئی ہیں؟ حضرت نے فوراً آنکھیں بند کر لیں، سر جھکا لیا اور مشکل سے چند سیکنڈ گزرے ہوں گے کہ فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب! جواب آگیا۔ آہ! ایسے بزرگ ہیں جن کی صحبت اللہ نے اختر کو عطاء فرمائی، جن کو آسمان سے علوم عطاء ہوتے تھے، حالانکہ ہمارا کوئی استحقاق نہیں تھا، بغیر استحقاق کے اس کریم رب نے مجھے اپنے مقبول بندہ کی صحبت نصیب فرمائی جو حضرت

گنگوہی رحمہ اللہ شاگرد تھے اور اللہ پاک نے ایسی صحبتیں ایک دو دن نہیں پندرہ سال عطاء فرمائیں۔

مثنوی مولانا روم کی جو شرح میں نے کی ہے وہ حضرت ہی کے فیض کا صدقہ ہے ورنہ مثنوی کی شرح کرنا آسان تھوڑی ہے۔ تو ڈاکٹر صاحب کے سوال کا حضرت نے جواب دیا کہ گناہ سے دو چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ ایک گرمی اور دوسرے ظلمت یعنی اندھیرا۔ یہ ہر گناہ کی خاصیت ہے۔ اس لیے آپ گنہگار کی پیشانی پر ہاتھ رکھیں تو گرم ہو گا۔ گندلے خیالات سے بھی آدمی کا بدن گرم ہو جاتا ہے۔ غرض ہر معصیت کے لیے حرارت اور ظلمت ضروری ہے۔ لہذا برف کے پانی سے تو حرارت ختم کرادی اور اندھیرا اوے کے پانی سے ختم ہو گیا۔ چونکہ اولے کا پانی سفید اور چمکدار ہوتا ہے۔ اس لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے گناہوں کی حرارت کو تو برف سے زائل کیا اور اولے کے پانی سے اس کی ظلمت اور اندھیرا ختم کیا۔ اس لیے کہتا ہوں کہ علم کی برکت اہل اللہ کی صحبت پر موقوف ہے۔

(معارف ربانی ص 230، 231)

حدیث "إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ الْخ" کی تشریح

فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ

الْمُفْتَنِّ النَّوَّابِ

(مسند احمد ج 1 ص 80)

یہ حدیث میں نے آج اس لیے پڑھی ہے کہ ری یونین جیسے علاقوں میں جہاں رات دن بے پردگی، عریانیوں اور فحاشیوں کی آندھیاں چل رہی ہیں ایسی جگہ تو شیطان دل توڑ دے گا کہ ہم سب تو جہنم میں ہی جائیں گے۔ اس لیے آج اس حدیث کا انتخاب کیا تاکہ شیطان ہمیں مایوس نہ کر سکے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں اس عبد کو جو مومن ہے یعنی عبدیت کاملہ بھی ہے، ایمان بھی ہے لیکن مُغْتَن بھی ہے یعنی کبھی کبھی اس سے

خطا ہو جاتی ہے، فتنہ میں مبتلاء ہو جاتا ہے اور یہاں فتنہ سے مراد "فتنہ معصیت" ہے، لیکن وہ تواب بھی ہے، بہت زیادہ توبہ کرنے والا ہے۔ اس لیے عند اللہ یہ بھی محبوب ہے اور اس کی توابیت کس مقام کی ہے؟ محدث عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ توابیت کے جو تین درجے ہیں یہ ان تینوں کو حاصل کر لیتا ہے۔

الرجوع من المعصية الى الطاعة: کبھی نافرمانی ہو گئی تو جلدی سے اللہ سے معافی مانگ لی اور عبادت میں لگ گیا۔ نافرمانی کو چھوڑ دینا اللہ کے راستہ کا پہلا قدم ہے۔

الرجوع من الغفلة الى الذکر: کبھی اس سے ذکر چھوٹ گیا، تلاوت چھوٹ گئی، اللہ کو بھول گیا تو غفلت کی زندگی سے توبہ کر کے پھر اللہ میاں کو یاد کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اپنے بزرگوں کے بتائے ہوئے وظیفے، تلاوت، دُورِ شریف اور دیگر معمولات کو شروع کر دیتا ہے۔ پہلی توبہ عوام کی ہے اور دوسری توبہ خواص کی ہے اور تیسری توبہ جو آگے مذکور ہے اخص الخواص کی ہے۔

الرجوع من الغيبة الى الحضور: اپنے دل کو کسی وقت خدا سے غائب نہیں ہونے دیتا، دل کو ہر وقت اللہ کے حضور میں رکھتا ہے۔ آپ اندازہ کیجیے کہ یہ کتنا بڑا شخص ہے جو توبہ کی تینوں قسموں کا حامل ہے۔ توبۃ العوام بھی اس کے پاس ہے، توبۃ الخواص بھی اور توبۃ اخص الخواص بھی ہے، یعنی اولیاء اللہ کا مقام اس کو حاصل ہے کہ اپنے قلب کو کسی وقت اللہ سے غافل نہیں ہونے دیتا۔ جب دل ذرا سا غافل ہو فوراً اللہ کو یاد کرتا ہے کہ تجھ کو اللہ دیکھ رہا ہے اور تو کہاں دیکھ رہا ہے؟

مثال کے طور پر میں یہاں اپنے کسی دوست کو دیکھ رہا ہوں اور وہ کہیں اور دیکھ رہا ہو تو بتائیے یہ ناقد ری ہے یا نہیں؟ تو بندے کو اللہ تعالیٰ ہر وقت دیکھ رہے ہیں اور وہ بندہ نالائق ہے جو کہیں اور دیکھ رہا ہے۔ میرا ردو شعر ہے۔

میری نظر پہ ان کی نظر پاساں رہی

افسوس اس احساس سے کیوں بے خبر تھے ہم

ہماری نظر پر اللہ کی نظر محاسب ہے۔ ہر وقت، ہر لمحہ، ہر سانس اللہ محتسب ہے کہ میرا بندہ کہا دیکھتا ہے؟ مجھ کو دیکھتا ہے یا مخلوق میں پھنستا ہے اور مخلوق کو نافرمانی کی راہ سے دیکھتا ہے یا ہماری وجہ سے دیکھتا ہے؟ مثلاً کسی حسین لڑکے کو دیکھ رہا ہے تو میری نافرمانی کی راہ اختیار کر رہا ہے، کسی اللہ والے کو دیکھ رہا ہے تو فرماں برداری کی راہ اختیار کر رہا ہے۔ کیونکہ "النظر الى وجه العالم عبادة" کسی عالم کو عقیدت اور محبت سے دیکھنا عبادت میں داخل ہے۔ والدین کو ایک نظر محبت سے دیکھ لینا ایک حج مقبول کا ثواب ہے۔

(معارف ربانی ص 114 تا 116)

انا لله وانا اليه راجعون

- متمتع جامعہ حنفیہ بورے والا محمد جاوید علی کے والد محترم انتقال کر گئے ہیں
 - رشید احمد حقانی کے چچا زاد اور مولانا محمد اسحاق، مہتمم جامعہ یوسفیہ کوئٹہ کے صاحب زادے بھائی ثناء اللہ دیوار سے گر کر داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔
 - محمد امین کیریو آف فل شہر نوشہر و فیروز کی والدہ فوت ہو گئیں ہیں محمد اکرام میرانی آف لیہ کی ہمیشہ طویل علالت کے بعد انتقال کر گئیں ہیں۔
- مدیر اعلیٰ منکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب اور ادارہ احناف میڈیا سروس احناف ٹرسٹ، مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ کی پوری ٹیم ان سب حضرات کے لیے اور جو حوادث میں ہلاک ہوئے یا مختلف امراض کی وجہ سے اس جہان فانی سے کوچ کر گئے ان کے لیے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر کروٹ کروٹ اپنی رحمت نازل فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مسجد کے متعلق ایک سوال کا جواب

منتکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

سوال: ہمارے محلہ سے کچھ فاصلے پر ایک مسجد ہے جو تقریباً بیس / پچیس سال پہلے تعمیر کی گئی تھی، پورا محلہ اس میں نماز پڑھتا رہا ہے۔ دو سال پہلے محلہ والوں کا آپس میں کچھ تنازع ہوا۔ لوگ دو حصوں میں تقسیم ہو گئے۔ یہ مسجد بھی محلہ سے فاصلے پر تھی تو لوگوں کے ایک گروہ نے محلے کے درمیان جگہ خرید کر فوراً وہاں مسجد بنالی۔ واضح رہے کہ اس نئی مسجد کی کوئی خاص ضرورت نہیں تھی۔ چونکہ پہلی مسجد کے امام اور اس کے چند مقتدیوں کے ساتھ اس گروہ کی خاص رنجش تھی، اس لیے یہ مسجد تعمیر کی گئی تاکہ اس امام کے پیچھے نماز پڑھنی پڑے اور نہ مقتدیوں کا سامنا کرنا پڑے۔ یہ دوسری مسجد پہلی سے وسیع اور تعمیر کے اعتبار سے کچھ اچھی تھی۔ ایک عرصہ تک معاملہ یوں چلتا رہا کہ دونوں گروہ اپنی اپنی متعلقہ مساجد میں نمازیں پڑھتے رہے۔ ایک سال پہلے محلہ داروں کا آپس کا مذکورہ تنازع ختم ہوا ہے، اب پورا محلہ اس دوسری مسجد میں نماز پڑھنے لگا ہے جو محلہ کے درمیان بنائی گئی تھی اور پہلی مسجد میں کوئی نماز نہیں پڑھتا۔ نتیجہ پہلی مسجد ویران ہو چکی ہے، بلکہ کئی مرتبہ اس میں جانوروں کو پھرتے بھی پایا گیا ہے۔ اس صورت حال کے پیش نظر چند سوالوں کے جواب مطلوب ہیں۔

1: محلہ والوں کا محض جھگڑا کے پیش نظر دوسری مسجد بنانا درست تھا یا نہیں؟ جبکہ اس کی کوئی خاص ضرورت نہیں تھی۔

2: ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد میں منتقل کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ ویرانی سے بچنے کے لیے ہم پہلی مسجد کا سامان دوسری مسجد میں لے جاسکتے ہیں؟

3: پہلی مسجد کی جگہ کوئی اور عمارت بنا کر استعمال میں لائی جاسکتی ہے یا نہیں؟

سائل: محمد علی۔ چترال

جواب: حامداً و مصلیاً

مسجد کی تعمیر بہت بڑی عبادت ہے لیکن محض آپس کی رنجش اور جھگڑوں کی وجہ سے دوسری مسجد تعمیر کرنا نہایت قابل مذمت جرم ہے۔ خصوصاً جب اس کی تعمیر سے پہلی مسجد ویران ہو جائے، قطعاً جائز نہیں۔ بلکہ ایسی بنیادوں پر تعمیر کی جانے والی اس مسجد کو "مسجد ضرار" کے مشابہ کہنا بہتر ہو گا۔ بہر حال اگر وہ جگہ خرید کر مسجد بنائی لی ہے تو وہ مسجد ہی رہے گی، اس میں نماز درست ہوگی۔ اہل محلہ کو اس فعل پر توبہ کرنی چاہیے۔ آپ کے سوالوں کے جوابات درج ذیل ہیں۔

1: محض جھگڑا اور تنازع کی وجہ سے بلا ضرورت دوسری مسجد تعمیر کرنا ہر گز درست نہ تھا۔ ذاتی جھگڑوں کے لئے کیا مساجد ہی رہ گئی ہیں؟ اہل محلہ کو اگر میری یہ تحریر پہنچے تو وہ بھی سن لیں کہ آپ کی وجہ سے پہلی مسجد ویران ہو رہی ہے، آپ سب کو توبہ اور استغفار کرنا چاہیے کہ آپ کی ذاتی رنجش کا نتیجہ مسجد کی ویرانی کی صورت میں نکلا ہے۔

2: اس کے لیے ایک اصول یاد رکھیں کہ مسجد کا سامان دو قسم کا ہوتا ہے: ایک وہ جس کا تعلق مسجد کی بنا کے ساتھ ہے۔ مثلاً اینٹیں، گارڈر، ٹائلیں، کھڑکیاں وغیرہ۔ ایسے سامان کا حکم یہ ہے کہ اگر یہ مسجد آباد ہو، لوگ نماز پڑھتے ہوں تو اس کا سامان دوسری مسجد میں منتقل کرنا درست نہیں۔ علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں:

الفتویٰ علی أن المسجد لا يعود ميراثا ولا يجوز نقله ونقل ماله إلى مسجد آخر

(فتاویٰ شاہی: ج 4 ص 359 کتاب الوقف، مطلب فیما لو خرب المسجد أو غیرہ)

اگر مسجد بالکل ویران ہو گئی، اس میں کوئی نماز نہیں پڑھتا تو اس صورت میں اس کا سامان اینٹیں، دروازے وغیرہ جماعت المسلمین کے متفقہ فیصلہ سے دوسری مسجد میں لگانا درست ہے۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

أَهْلُ الْمَسْجِدِ لَوْ بَاعُوا غَلَّةَ الْمَسْجِدِ أَوْ نَقِضَ الْمَسْجِدُ بِغَيْرِ إِذْنِ الْقَاضِي الْأَصَحُّ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ كَذَا فِي السِّرِّاجِيَّةِ.

(العالمگیریہ: ج 2 ص 463 کتاب الوقف، الفضل الثاني في الوقف وتصرف القیم وعیہ فی مآل الوقف علیہ)

فعلہ انہ بجزو لو اذن القاضي۔

اور فتاویٰ شامی میں فتاویٰ نسفی کے حوالے سے مذکور ہے:

وفي فتاوى النسفى سئل شيخ الإسلام عن أهل قرية رحلوا وتداعى مسجدها إلى الخراب وبعض المتغلبة يستولون على خشبه وينقلونه إلى دورهم هل لواحد لأهل المحلة أن يبيع الخشب بأمر القاضي ويمسك الثمن ليصرفه إلى بعض المساجد أو إلى هذا المسجد قال نعم

(فتاویٰ شامی: ج 4 ص 359 کتاب الوقف، مطلب فيما لو خرب المسجد أو غیرہ)

دوسری قسم کا سامان جس کا مسجد کی بنیاد سے تعلق نہیں، جیسے مسجد کے پتکھے، مسجد کی چٹائی، اس طرح لاوڈ سپیکر وغیرہ۔ اگر یہ اس مسجد کی ضرورت سے زائد ہیں تو دوسری مسجد میں وقف کرنا درست ہے بشرط یہ کہ جس آدمی نے وقف کیا ہو وہ اس کی اجازت دے۔ رد المحتار میں ہے:

قال الزيلعي وعلى هذا حصير المسجد وحشيشه إذا استغنى عنهما يرجع إلى مالكه عند محمد وعند أبي يوسف ينقل إلى مسجد آخر وعلى هذا الخلاف الرباط والبئر إذا لم ينتفع بهما ١٥

(رد المحتار: ج 4 ص 359 کتاب الوقف، مطلب فيما لو خرب المسجد أو غیرہ)

لیکن یہ یاد رہے کہ مسجد کے ویران ہونے سے مراد یہ ہے کہ مسجد کے ارد گرد کے علاقہ والے لوگ وہ علاقہ چھوڑ کر مستقل طور پر کسی دوسری جگہ چلے گئے ہوں اور اب وہاں کوئی شخص نماز نہ پڑھتا ہو۔

جو صورت آپ نے بیان کی ہے اس میں مسجد ناکل ویران نہیں ہوئی کیونکہ وہ آپ کے محلہ کے بالکل قریب ہے، محض آپ لوگوں کا اہتمام نماز وہاں نہیں پایا جا رہا۔ اس لیے اس کا وہ سامان جو بنا سے تعلق رکھتا ہے، وہاں سے منتقل کرنا جائز نہیں۔ ہاں اگر زینت و آرائش کا سامان ہے تو اگر زائد از ضرورت ہونے کی صورت میں واقف کی اجازت سے دوسری مسجد میں منتقل کیا جاسکتا ہے۔

3: پہلی مسجد کی جگہ اب کوئی اور عمارت بنانا ہرگز جائز نہیں۔ جس جگہ ایک دفعہ شرعی مسجد بن جائے وہ قیامت تک مسجد ہی رہے گی، اب دکان، رہائش یا کسی اور مصرف کے لئے اس کا استعمال کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

وقال أبو يوسف: هو مسجدٌ أبداً إلى قيام الساعة لا يعود مبدلاً

(البحر الرائق: ج 5 ص 272 کتاب الوقف، فضل لنا احتضن المسجد)

میری تحریر اگر تمام محلہ والوں کو پہنچے تو ان سے میری گزارش ہے کہ ان جیسے تنازعات اور رنجشوں کی بنیاد پر دینی شعائر کو استعمال نہ کیا جائے، باہمی مروت اور محبت سے معاشرہ کی اصلاح کی فکر کرنی چاہیے۔ چند روز کی زندگی ہے اسے ان جھگڑوں کی نظر نہ کیجیے اور موجودہ صورت حال کے پیش نظر چونکہ لوگ دوسری مسجد (نئی) کو زیادہ ترجیح دے رہے ہیں تو کچھ لوگوں کو چاہیے کہ وہ چند نمازیں اس سابقہ مسجد میں پڑھا کریں اور اس کی صفائی اور حفاظت کا بھرپور انتظام رکھا کریں تاکہ وہ ویرانی سے بچ سکے۔

جانے اس بستی کی بربادی کہاں تک جائے گی؟

مولانا محمد رضوان عزیز

تعبیروں سے زنجیروں میں پھنسنے کی بجائے اگر ہم دو جمع دوچار جیسی اس ابدی سچائی کو تسلیم کر لیں تو شاید ہمیں سنبھلنے کا موقع بھی مل جائے کہ جو نبی صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:

لَتَتَّبِعَنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا شِبْرًا وَخِذْ أَعَاذًا حَتَّى لَوْ دَخَلُوا الْحُجْرَ ضَبَّ تَبِعْتُمُوهُمْ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ: الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى؟ قَالَ: فَمَنْ؟

(صحیح البخاری: رقم الحدیث 7320)

کہ اے میری امت! تم یہود و نصاریٰ کی قدم بقدم تابعداری کرو گے۔

آج ہم اپنے گرد و نواح میں جھانک کر دیکھیں تو کلمہ گو مسلمان بظاہر عمل بالحدیث کا مدعی نظر آئے گا، لیکن صد افسوس کہ یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چل رہا ہو گا اور اپنی اس حماقت کو "غایت تحقیق" بھی سمجھ رہا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یہود بے بہود کی بہت سی قبیح عادات کو واشگاف الفاظ میں بیان فرمایا ہے اور یہود و نصاریٰ کی کج رویوں پر بہت سے اہل علم حضرات نے خامہ فرسائی فرمائی ہے بالخصوص معروف عالم دین، مجاہد فی سبیل اللہ حضرت مولانا محمد مسعود ازہر حفظہ اللہ کی تصنیف "یہود کی چالیس بیماریاں" تو اپنی مثال آپ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہود کی یہ عادت ارشاد فرمائی ہے کہ انہیں اپنے بڑوں پر قطعی اعتماد نہیں ہوتا اور ان سے ایسی دلیل کا مطالبہ کریں گے جو ان کی طبع فاسد کی خواہش کے مطابق ہو۔ مثال کے طور پر یہود کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایسی دلیل کا مطالبہ کرنا جو کہ ان کو زیب نہ دیتا تھا۔

وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَى لَنْ نُؤْمِنَ بِكَ حَتَّى تَرَى اللَّهَ جَهْرَةً ۖ أَلَا يَذَّكَّرُ

(البقرہ: 55)

اور جب تم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا: ہم آپ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک عیماً اللہ "کو نہ دیکھ لیں۔

یعنی ہم اپنی آنکھوں سے خدا کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ جب ہماری اپنی آنکھ خدا کی تصدیق کرے گی تو ہم آپ کی تصدیق کریں گے، ورنہ ہم کوئی اندھے مقلد تو نہیں کہ بن دیکھے کوئی بات مان جائیں۔ یعنی بلادلیل ان ظالموں نے پیغمبر علیہ السلام کی بات کو ماننے سے بھی انکار کر دیا۔ اب ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ کے سبھی خوش قسمت افراد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بات اور اللہ عز و جل کے حکم "فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ" کو ماننے ہوئے علماء سے مسائل پوچھ کر عمل کر لیتے مگر بسا آرزو کہ خاک شدہ۔۔۔ لَتَنْبَعْنَ سُنَنَ مَنْ قَبْلُكُمْ کی پیشین گوئی پوری ہوئی اور آج امت کے ایک مخصوص طبقہ کے حق میں ایسے پوری ہوئی کہ ان کے اسلاف و اخلاف یہود کی تابعداری میں "حَتَّىٰ لَوْ دَخَلُوا الْحِجْرَ ضَلُّوا" کا مصداق بن گئے اور انہوں نے ایسے مکروہ عقائد قوم میں متعارف کروائے جن کے ذکر سے ہی گھن آتی ہے۔ ان کا ہر جاہل علماء سے بحث و مباحثہ کرتا ہوا نظر آئے گا۔ ہر مسئلے پر دلیل کا مطالبہ کرے گا چاہے خود اسے فہم دلیل کا سلیقہ بھی نہ ہو۔ یہ بات عموماً تجربہ شدہ ہے، آپ بھی اگر تجربہ کرنا چاہیں تو بلا جھجک تجربہ فرمائیں کہ یہ لوگ محض "غبارے" ہوتے ہیں، جن میں بغض و عناد اور اسلاف بیزاری کی ہوا بھر کر چھوڑ دیا جاتا ہے اور یہ ہوا میں بے قیمت خزاں رسیدہ پتوں کی طرح اڑتے پھرتے ہیں اور جب کوئی ان کے پھولے ہوئے پیٹ میں سوئی چھو کر ان کی علمی لیاقت و قابلیت کی ہوا نکال دے تو یہ غبارے دھڑام سے زمین پر آگرتے ہیں۔ بطور مثال ایک واقعہ نقل کیے دیتا ہوں تاکہ یہود کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دلیل دلیل کرنے والے ان بے علم لوگوں کی حقیقت واضح ہو جائے۔

راقم ایک دفعہ لائبریری میں مطالعہ کر رہا تھا کہ ایک دیرینہ دوست ایک نوجوان "محقق" سمیت جلوہ گر ہوئے اور یہ اسی ستم پیشہ قبیلے کا فرد تھا جن کا صبح و شام مشغلہ تحقیق کی آڑ میں تشکیک پھیلانا اور اہل حدیث کے نام پر انکارِ حدیث کی مذموم سعی کرنا ہے۔ آتے ہی حسبِ عادت سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔ راقم نے پہلے ان کی خاطر مدارت کا انتظام کیا، بعد ازاں انھیں کہا: "آپ کے اہل السنۃ والجماعہ پر جو بھی اعتراضات ہیں، کھل کر ایک ہی دفعہ بیان کر دیجیے" اس نے دس منٹ میں جب بھڑاس نکال لی تو مجھ سے اپنے ہر سوال پر دلیل کا مطالبہ کیا۔ میں نے اس کے پہلے سوال "گردن پر مسح کرنا کس حدیث سے ثابت ہے؟" صراحتاً حدیث دکھاؤ" (یہود کی عادت) لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى نَرَى اللَّهَ جَهَنَّمَ کو بھی ذہن میں رکھیے کے جواب میں راقم نے مختصر المعانی کی مندرجہ ذیل عبارت اس طرح پڑھی:

"عن ابی عکراش موقوفاً: فلا یجاز اداء المقصود باقل من عبارة المتعارف والا طناب اداءه باكثر منها"

(بخاری ج 4 ص 72)

کہ حضرت ابو عکراش رضی اللہ عنہ مجازاً لا حقیقۃً ارشاد فرماتے ہیں کہ گردن کا مسح کرنا ثابت اور ضروری ہے۔ بس اتنی بات پر وہ "محقق" صاحبِ مطمئن ہو کر کہنے لگے کہ یہ بخاری کی حدیث کا غلط لکھ دو۔ میں نے پوچھا کیا آپ خود مطمئن ہو گئے ہو؟

کہنے لگا: جی ہاں۔ پھر میں نے پوری حقیقت واضح کی کہ جناب! آپ اس قدر جاہل ہیں کہ آپ کو دلیل کا پتہ بھی نہیں ہے، نہ بخاری شریف کی کوئی پہچان ہے۔ میں مختصر المعانی کی "ایجاز" والی عبارت کو پڑھ کر غلط ترجمہ کر رہا ہوں اور آپ خوش ہو گئے ہیں کہ دلیل بخاری سے مل گئی۔ اس پر وہ صاحبِ خوب شر مندہ ہوئے۔ پھر میں نے مسئلہ کی اصل دلیل ان کو پیش کی۔

اب ہمارا مسئلہ یہ نہیں ہے کہ مطلق دلیل مانگنا بھی علامتِ یہود ہے بلکہ ہم نااہل کا اہل لوگوں سے طلبِ دلیل میں الجھنا اچھا نہیں سمجھتے، کیونکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نااہل کے اہل سے جھگڑنے کو سخت ناپسند فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باقاعدہ اس بات کی بیعت لیتے تھے:

"أَنْ لَا تُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ"

(صحیح البخاری: رقم 6689 باب کیف یباع الامامہ الناس)

یہود کالَنْ نُؤْمِنُ لَكَ حَتَّى تَرَى اللَّهَ جَهْرَةً کہنا اور اس امت کے بعض جہال کا ہر ہر مسئلہ میں طلبِ دلیل کی رٹ لگانا کیا ایک ہی تصویر کے دورخ نہیں ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں بہت سی علامات قیامت ذکر فرمائی ہیں، وہاں معاملات کا نااہل لوگوں کے سپرد کیا جانا بھی ہے۔

"إِذَا وَسِدَ الْأَمْرُ إِلَى عُيْبِهِ فَأَنْتَظِرُ السَّاعَةَ"

(صحیح البخاری: رقم 58)

لہذا آخر میں ان مہربانوں سے التجاء ہے جو عوام کا لالہ نعم کو علماء کی مسند پر بٹھانے کو بضد ہیں اور ہر مسئلے پر طلبِ دلیل کا چقہ مہ دے کر اپنے سیاہ کار ناموں پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں، کہ کچھ خدا کا خوف کریں، یہود کی علامات اس امت میں پروان نہ چڑھائیں اور امت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث سنائیں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکابرین کو باعثِ برکت قرار دیا ہے اور برکات سے الجھنا عقلمندی نہیں ہے۔

(مستدرک علی الصحیحین: رقم الحدیث 196، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث 564)

فقہہ الامت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

مولانا محمد عاطف معاویہ

سیدنا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا شمار ان جلیل القدر صحابہ کرام میں ہوتا ہے جو علم و فضل کے اعتبار سے اپنے دور کے امام تھے۔ اس بات کی گواہی حضرت مسروق نے ان الفاظ میں دی ہے:

شأمت أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم فوجدت علمهم انتهي الى ستة..... ثم شأمت الستة فوجدت علمهم انتهي الى علي وعبد الله

(سید اعلام النبلاء ج 3 ص 217)

میں نے تمام صحابہ کا علم چھ میں جمع پایا اور پھر ان چھ کا علم دو میں سمٹ گیا۔ حضرت ابن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

آپ ان صحابہ میں سے ہیں جو فقہ کے بانی تھے یہی وجہ ہے کہ فقہ حنفی کی بنیاد حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اجتہادات و فقہ پر ہے آپ کی فقہی بصیرت کو دیکھتے ہوئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ کو کوفہ کا معلم بنا کر بھیجا اور لوگوں کو ان کی اطاعت کا حکم دیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں علمی حلقہ درس قائم فرمایا اور مسلمانوں میں مسائل فقہیہ کی ترویج و اشاعت فرمائی۔ کوفہ میں آپ ہی کی فقہ نے شہرت حاصل کی۔ یہ فقہ کئی ایک حضرات سے گزر کر حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تابعی تک پہنچی، جنہوں نے اپنے علم و اجتہاد سے اس فقہ کو اس قدر وسعت دی کہ آج مسلمانوں کی اکثریت اسی فقہ کی روشنی میں دین پر چل رہی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیک وقت مفسر بھی تھے اور محدث، فقہہ اور مجتہد بھی، آپ تفسیر بالرائے کی سختی سے مخالفت کرتے تھے آپ کا نظریہ یہ تھا

کہ بندہ جس چیز کو نہ جانتا ہو اس سے لاعلمی کا اظہار کر دے اپنی طرف سے بات نہ بتائے۔ آپ رضی اللہ عنہ بلند درجہ کے محدث بھی تھے مگر اس کے باوجود حدیث بیان کرنے میں بڑی احتیاط فرماتے اکثر حدیث بیان کرتے وقت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں فرماتے تھے، چنانچہ ابو عمرو شیبانی کہتے ہیں:

كنت اجلس الى ابن مسعود حولاً لا يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا استقلته الرعدة، وقال: هكذا، او نحو ذا، او قريب من ذا

(تذكرة الحفاظ ج 1 ص 17)

میں ایک عرصہ تک آپ کی خدمت میں رہا آپ حدیث بیان کرتے وقت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں فرماتے تھے۔ جب کبھی حدیث بیان کرتے وقت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تو جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی اور فرماتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فرمایا یا اس کے قریب قریب۔

فقہ واجتہاد: آپ رضی اللہ عنہ صف اول کے مجتہدین وفقہاء میں سے ہیں۔ آپ کو فقہ میں بڑی دسترس حاصل تھی، مسائل اجتہادیہ میں آپ اجتہاد کرنے کے قائل تھے، چنانچہ آپ کے چند اجتہادی مسائل درج ذیل ہیں۔

1: آپ کے پاس ایک شخص لایا گیا جو ایک اجنبی عورت کے ساتھ اس کے لحاف میں پایا گیا لیکن اس کے خلاف کوئی گواہ نہ تھا، آپ نے اس شخص کو 40 کوڑے لگوائے۔ اور عبرت کے طور پر لوگوں کے سامنے کھڑا کیا، لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی تو انہوں نے حضرت ابن مسعود سے پوچھا کہ آپ نے ایسا کیا ہے؟ فرمایا جی ہاں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا ایسے شخص کے بارے میں آپ کی رائے یہی ہے؟ فرمایا جی ہاں! تب حضرت عمر نے فرمایا کہ آپ کی رائے بہت اچھی ہے۔ (فقہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ص 21) یعنی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اجتہادی فیصلہ کو درست قرار دیا۔

2: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک مقدمہ پیش آیا کہ ایک شخص نے دوسرے کو عمداً قتل کر دیا اور مقتول کے ورثاء میں سے ایک شخص نے قاتل کو معاف کر دیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا اس معاملہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا کہ قاتل کی جان کے تمام ورثاء حقدار تھے جب ایک نے معاف کر دیا تو اب قاتل کو قتل نہیں کر سکتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا پھر کیا کیا جائے؟ حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ قاتل کے مال سے مقتول کی دیت اس کے ورثاء کو ادا کی جائے۔ لیکن جس وارث نے معاف کر دیا ہے اس کا حصہ ختم کر دیا جائے یہ فیصلہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری رائے بھی یہی ہے۔

(فقہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ص 21، 22)

3: کتاب الحج میں ایک مسئلہ ہے اگر کوئی شخص دشمن کی طرف سے رکاوٹ کی وجہ سے حج یا عمرہ نہ کر سکے تو وہ ہدی کا جانور بھیج دے اور بعد میں احرام کھول دے پھر جب موقع ملے تو قضاء کر لے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس سے دوسرا مسئلہ یہ نکالا کہ اگر کوئی شخص بیماری کی وجہ سے حج یا عمرہ نہ کر سکے تو وہ بھی ہدی کا جانور بھیج دے بعد میں قضاء کر لے۔

(شرح معانی الآثار ص 456، باب حکم المحصر بالحج)

4: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بسا اوقات کوئی فیصلہ اپنے اجتہاد سے فرماتے بعد میں اس کے مطابق حدیث مل جاتی تو آپ اس پر خوشی کا اظہار فرماتے۔ چنانچہ ایک مسئلہ پیش آیا کہ ایک شخص کا نکاح ہوا لیکن بیوی کا حق مہر مقرر نہیں کیا گیا اور خاوند کا انتقال ہو گیا، تو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ فرمایا اس کے لیے مہر ہو گا وہ خاوند کی وارث ہو گی اور اس پر عدت بھی ہو گی۔ ساتھ ہی فرمایا اگر میرا یہ فیصلہ درست ہو تو اس کو اللہ جل شانہ کی طرف سے سمجھنا اور اگر

اس میں اجتہادی غلطی ہو تو اس میں میرا قصور ہو گا۔ اس جگہ موجود لوگوں میں سے چند افراد نے گواہی دی کہ آپ نے جو فیصلہ فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی فیصلہ فرمایا تھا اس پر آپ رضی اللہ عنہ بہت ہی زیادہ خوش ہوئے۔ ملخصاً

(سنن ابی داود ج 1 ص 295 باب فی من تزوج ولم یسم صداقا حتی مات اعلام البوقعین ج 1 ص 81)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اجتہادات کا احاطہ مقصود نہیں اور نہ ہی یہ ممکن ہے ہم نے چند اجتہادی مسائل کو یہاں ذکر کر دیا۔ اور شروع میں یہ بات عرض کی تھی کہ فقہ حنفی کی بنیاد حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہی اجتہادات پر ہے۔ ہم یہاں چند مسائل ذکر کرتے ہیں کہ ان میں جو موقف سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا تھا اسی کو امام اعظم ابو حنیفہ تابعی رحمہ اللہ نے اختیار کیا۔

1: ترک قرات خلف الامام: عن علقمة بن قیس: أن عبد الله بن مسعود كان لا يقرأ خلف الإمام فيما جهر فيه وفيما يخافت فيه في الأوليين ولا في الأخريين

(موطا امام محمد ص 100 باب القراءة في الصلوة خلف الامام)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے کسی بھی نماز میں قراءت نہیں کرتے تھے۔

عن أبي وائل قال جاء رجل إلى عبد الله فقال يا أبا عبد الرحمن أقرأ خلف الإمام قال أنصت للقرآن فإن في الصلاة شغلا وسيكفيك ذلك الإمام

(مصنف عبد الرزاق ج 2 ص 89، 90)

ترجمہ: ابو وائل کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور پوچھا کیا امام کے پیچھے قراءت کر سکتا ہوں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قراءت قرآن کے وقت خاموش رہو کیونکہ نماز میں ایک قسم کی مشغولیت ہے، امام کی قراءت تجھے کافی ہے۔

2: آمین آہستہ کہنا: عن عبد الله بن مسعود قال يخفى الامام ثلاثاً: الاستعاذة، ويسم الله الرحمن الرحيم و آمين

(المحلى بالآثار ج 2 ص 280)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز میں امام تعوذ، تسمیہ اور آمین آہستہ آواز سے کہے گا۔

3: شروع نماز کے علاوہ رفع یدین نہ کرنا: عن الاسود ان عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ کان یرفع یدیه فی اول التکبیر ثم لا یعود الی شئی من ذالک، الحدیث

(جامع المسانید ج 1 ص 355)

ترجمہ: حضرت اسود سے مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تکبیر اولیٰ کے وقت رفع یدین کرتے تھے بعد میں نہیں کرتے تھے۔

4: فجر کی جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد بھی سنت فجر ادا کرنا: عن عبد الله بن أبي موسى عن عبد الله: انه دخل المسجد والامام في الصلاة فصلی رکعتی الفجر۔

(سنن طحاوی ج 1 ص 255)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن ابی موسیٰ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف لے گئے امام فجر کی نماز شروع کر چکا تھا آپ رضی اللہ عنہ نے پہلے فجر کی سنتیں ادا فرمائیں۔

5: اسفار بالفجر: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ؛ أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يُؤَوِّرُ بِالْفَجْرِ

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 1 ص 355 رقم 4 باب من کان ینور بہا وسیف الخ)

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فجر کی نماز خوب روشنی میں ادا فرماتے تھے۔

6: مسائل وتر: عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ حُمَيْرٍ، قَالَ: كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ يُؤَوِّرُ بِثَلَاثٍ، يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ مِثْلَهُنَّ بِثَلَاثِ سُوْرٍ (مصنف ابن ابی شیبہ ج 2 ص 199 رقم 5 باب فی الوتر ما یقرء فیہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تین رکعت وتر پڑھتے تھے ہر رکعت میں تین سورتیں پڑھتے تھے۔

عن عبد اللہ بن مسعود: الوتر ثلاث کثلاث المغرب

(موطأ امام محمد ص 150 باب السلام فی الوتر)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وتر کی تین رکعتیں ہیں جس طرح نماز مغرب کی تین رکعتیں ہیں۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ كَانَ يُوتِرُ، فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 2 ص 201 رقم 4 باب فی القنوت قبل الركوع او بعده)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رکوع سے پہلے دعاء قنوت پڑھتے تھے۔
عن عبد الله، أنه كان يقرأ في آخر ركعة من الوتر قل هو الله أحد ثم يرفع يديه ويقنت قبل الركعة

(جزء رفع اليدين لامام بخاری ص 146، 147 رقم 163)

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ وتر کی آخری رکعت میں سورۃ الاخلاص پڑھتے پھر رفع یدین کرتے اور قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔

عن زيد بن وهب قال كان عبد الله بن مسعود يصلي لنا في شهر رمضان فينصرف وعليه ليل قال الأعمش كان يصلي عشرين ركعة ويوتر بثلاث

(عمدة القاری ج 8 ص 246)

ترجمہ: زید بن وہب کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہمیں رمضان میں تراویح پڑھاتے تھے اعمش کہتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے

7: محلہ کی مسجد میں جماعت ثانیہ: عن ابراہیم أن علقمة والأسود أقبلًا مع بن مسعود إلى مسجد فاستقبلهم الناس قد صلوا فرفع بهما إلى البيت فجعل أحدهما عن يمينه والآخر عن شماله ثم صلى بهما

(مصنف عبدالرزاق ج 2 ص 272 رقم 3895 باب الرجل يوم الرجلين والمرأة)

ترجمہ: حضرت ابراہیم فرماتے ہیں کہ حضرت علقمہ حضرت اسود اور حضرت ابن مسعود تینوں حضرات ایک مسجد میں تشریف لائے وہاں جماعت ہو چکی تھی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان کو گھر لے گئے ایک کو دائیں طرف دوسرے کو بائیں طرف کھڑا کیا اور نماز پڑھائی۔ یعنی مسجد میں دوبارہ جماعت نہیں کرائی۔

8: سجدہ میں جاتے وقت پہلے گھٹنے زمین پر رکھنا: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: "أَنَّ رُكْبَتَيْهِ كَانَتَا تَقْعَانِ إِلَى الْأَرْضِ قَبْلَ يَدَيْهِ"

(سنن تحاوی ج 1 ص 182 باب ما یبدء بوضعه فی السجود الیدین او الرکعتین)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سجدہ میں جاتے وقت پہلے گھٹنے زمین پر رکھتے پھر ہاتھ۔

9: جلسہ استراحت: عَنْ اِبْرَاهِيمَ، قَالَ: كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ فِي الرُّكْعَةِ الْأُولَى وَالثَّالِثَةِ لَا يَقْعُدُ حِينَ يُرِيدُ أَنْ يَقُومَ حَتَّى يَقُومَ

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 1 ص 431 رقم 1 باب من کان یقول اذا رعت راسک من السجدة الثانية فی الركعة الاولى فلا تجلس)

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نماز کی پہلی اور تیسری رکعت سے اٹھتے وقت جلسہ استراحت نہیں فرماتے تھے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ

مولانا محمد اکمل راجن پوری

نام و نسب:

انس بن مالک بن النضر بن ضمضم بن زید محدث مفتی ابو حمزہ انصاری، خزاعی، مدنی خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(اسد الغابۃ ج 1 ص 177، الاستیعاب ص 90، سیر اعلام النبلاء ج 4 ص 202)

خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو اس وقت میں دس سال کا تھا۔ سعید بن مسیب رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو اس وقت میری عمر 8 برس تھی تو میری ماں (ام سلیم رضی اللہ عنہ) مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئیں اور عرض کی: یا رسول اللہ! انصار کے مردوں اور عورتوں نے آپ کو تحائف پیش کیے اور میرے پاس میرے اس بچے کے علاوہ کوئی چیز نہیں تھی جو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور تحفہ کے پیش کرتی میرے اس بچے کو قبول فرمائیں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فخدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشرین سنین لم یضربنی ولم یسبنی ولا یعبس فی وجہی،

(سیر اعلام النبلاء ج 4 ص 204، تہذیب الکمال للہمی ج 1 ص 579)

یعنی 10 برس میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اس پورے عرصے میں کبھی بھی مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مارا نہ گالی دی اور نہ اپنے چہرے میں شکم لے آئے (تیوری چڑھائی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا:

حضرت سیدنا انس رضی اللہ فرماتے ہیں کہ میں چھوٹا تھا مجھے میری ماں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئیں اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ کا چھوٹا سا خادم ہے اس کے لیے دعا کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی

(اللهم اکثر ماله وولدہ وادخلہ الجنة)

اے اللہ! انس کے مال میں اور اولاد میں برکت دیں اور اس کو جنت میں داخل کرنا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کثرت مال اور اولاد کی دعا تو پوری ہو گئی۔ کہ میرا باغ سال میں دو مرتبہ پھل لاتا ہے اور میری اولاد

(وان ولدی لصلبی مأقوستة وفي رواية ثمانون ولدا منهم ثمانية وسبعون ذکرا وابتنان)

106 اور دوسری روایت میں 78 بیٹے اور 2 بیٹیاں اور تیسری دعا کے پورا ہونے کی امید کرتا ہوں۔

(البداية ج 5 ص 109، الاستيعاب ص 91)

ایک اور روایت میں "واطل حیاتہ" کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے اللہ اس کی عمر بھی لمبی اور دراز فرما تو اللہ تعالیٰ نے ان کی عمر میں برکت دی کہ 103 برس میں وفات ہوئی۔

(سیر اعلام النبلاء ج 4 ص 204، اسد الغابہ ج 1 ص 179)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی نظر میں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ما رأيت احدا اشبه صلاة برسول الله صلى الله عليه وسلم من ابن ام سليم يعني انسا۔

کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے زیادہ مشابہ نماز پڑھنے والا ام سلیم کے بیٹے انس کے علاوہ کسی کو نہیں دیکھا۔

(تہذیب الکمال للہیزی ج 1 ص 578)

ہر رات زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت ثنی بن سعید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا:

"ما من ليلة الا وانا اری فیہا حبیبی رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم يبكي"

(البدایہ ج 5 ص 109، سیر اعلام النبلاء ج 4 ص 206)

کوئی ایسی رات نہیں گزری جس میں میں نے اپنے محبوب مدنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا ہو۔ پھر رونے لگے۔ تعجب ہے ان لوگوں پر جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کا انکار کرنے کے ساتھ ساتھ یہاں تک لکھ مارا کہ یہ عقیدہ تو آیات قرآنی کا صریح کفر کرتا ہے۔

(تلاش حق ارشاد اللہ مان نظر ثانی مبشر ربانی ص 656)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے حدیث کے سننے کے متعلق سوال اور آپ کا جواب:

حضرت حمید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بیان فرمائی تو ایک آدمی نے سوال کیا کہ کیا آپ نے یہ حدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ اللہ کی قسم! ہم تو تمہیں وہ باتیں بیان کرتے ہیں جن کو ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ (تہذیب الکمال للہبزی ج 1 ص 579)

تعداد اور روایات:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مفتی ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے زمانے کے بہت بڑے محدث بھی تھے ان کا شمار کثیر الروایات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں ہوتا ہے۔ جیسا کہ امام ابن الاثیر جزری رحمہ اللہ نے آپ کے کثیر الروایات ہونے کی طرف اشارہ اپنی کتاب اسد الغابہ میں ان الفاظ (وہو من المکثرین فی الروایۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) میں کیا ہے۔

(اسد الغابۃ ج 1 ص 178)

اور علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب سیر اعلام النبلاء میں آپ کے متعلق کثیر الروایات ہونے کی تصریح ان الفاظ (الفان ومائتان وستۃ وثمانون)

سے کی ہے۔ یعنی 2286 روایات حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔ ان میں سے 180 احادیث پر امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ کا اتفاق ہے یعنی دونوں نے ان کو اپنی کتاب میں درج کیا ہے اور 80 احادیث ان کے علاوہ امام بخاری اپنی کتاب صحیح بخاری اور 90 احادیث امام مسلم رحمہ اللہ اپنی کتاب صحیح مسلم میں لائے ہیں۔

(سیر اعلام النبلاء ج 4 ص 207)

آپ رضی اللہ عنہ کی روایات میں سے چند کا تذکرہ:

حیات انبیاء علیہم السلام فی القبر کے متعلق حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں۔

الانبیاء احياء في قبورهم يصلون

(مسند ابی یعلیٰ موصلی ص 658 رقم 3425)

کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ سماع موتی کے متعلق حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

العبد اذا وضع في قبره وتولى وذهب اصحابه حتى انه يسمع قرع نعالهم

اتاہ ملکان

(الحديث صحيح بخاری ج 1 ص 178)

کہ بندہ جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس سے چلے جاتے ہیں ابھی وہ ان جانے والوں کی جوتیوں کی کھٹکھٹاہٹ ہی سن رہا ہوتا ہے کہ اچانک اس کے پاس دو فرشتے آ جاتے ہیں۔

نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے متعلق حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
ثلاث من اخلاق النبوة تعجيل الافطار وتأخير السحور ووضع اليد
اليمنى على اليسرى في الصلوة تحت السرة

(الجوهر النقي ج 2 ص 32)

کہ تین چیزیں نبوت کے اخلاق میں سے ہیں۔ (1) روزہ جلدی افطار کرنا (2) سحری دیر سے کھانا (3) نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے قراءت نہ کرنے کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل فرماتے ہیں:

صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم أقبل بوجهه فقال أتقروءن

والإمام يقرأ فسكتوا فسألهم ثلاثاً فقالوا إنا لنفعل قال فلا تفعلوا

(سنن الطحاوی ج 1 ص 159)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا تم قراءت کرتے ہو اور امام بھی قراءت کرتا ہے؟ پس وہ [صحابہ کرام] خاموش رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے تین مرتبہ پوچھا انھوں نے کہا کہ ہم قراءت کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم (امام کے پیچھے قراءت) نہ کیا کرو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نماز وتر کی تین رکعتوں کے آخر میں سلام پھیرنے کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں:

او تر بثلاث یسلم فی آخرھن

(کنز العمال ج 8 ص 67 رقم الحدیث 21902)

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر کے آخر میں سلام پھیرتے۔

سن اور مقام وفات:

خادم رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا انس رضی اللہ عنہ وہ چراغ علم ہیں جن سے دنیا والے 93 برس اپنے علم کی شمع جلاتے اور تاریکیوں کو روشنی سے بدلتے رہے ان کے دنیائے فانی کو خیر باد کہنے کے سن کے متعلق 3 قول ہیں۔ (1) 91ھ (2) 92ھ (3) 93ھ آخری قول مشہور ہے اور یہی جمہور کا قول ہے اس حساب سے آپ کی کل عمر 103 برس بنتی ہے۔

آپ کی وفات پر امام مورق رحمہ اللہ نے فرمایا:

ذهب الیوم نصف العلم، کہ آج آدھا علم رخصت ہو گیا۔

(تہذیب الکمال للزمی ج 1 ص 582، البدایہ ج 5 ص 112)

خادم رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا انس رضی اللہ کی نماز جنازہ: آپ رضی اللہ عنہ کی نماز حضرت قطن بن مدرک الکلابی رحمہ اللہ نے پڑھائی، وصلی علیہ قطن بن مدرک الکلابی

(اسد الغابہ ج 1 ص 129، الاستیعاب ص 91)

حلال فوڈز

مفتی عبدالمنعم فائز

موسم بہار کی آمد کے ساتھ ہی جامعۃ الرشید کے آنگن میں بہار اتر آئی تھی۔ مگر یہ بہار موسم بہار سے کہیں زیادہ خوبصورت تھی۔ پاکستان کے طول و عرض سے مفتیان کرام تشریف لاپچکے تھے۔ شام ڈھلے محسوس ہوتا تھا کہ آسمان کی بے کراں وسعتوں میں پھیلے لاتعداد ستارے ٹوٹ کے جامعۃ الرشید کی جھولی میں آگرے ہیں۔ بنوری ٹاؤن، دارالعلوم کراچی، جامعہ فاروقیہ، جامعہ اشرفیہ لاہور، جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک، خیر المدارس ملتان اور جامعہ امدادیہ فیصل آباد سمیت ملک بھر سے 56 مفتیان کرام تشریف لائے ہوئے تھے۔ استاد محترم مفتی ابولبابہ شاہ منصور نے کیا خوب کہا: دنیا والے پیر اور منگل کے روز آرام کی نیند سوئے، ہلا گلا کیا اور کیف و مستی میں سرشار رہے، مگر کچھ خدا مست دیوانے دو دن تک صبح شام ”حلال فوڈ“ کے مسئلے پر سر جوڑے بیٹھے رہے۔ ان خدامست دیوانوں کی آرزو تھی کہ کسی طرح امت مسلمہ کو کھانے، پینے، پہننے اور لگانے کے لیے حلال چیزیں میسر آئیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں صلہ و ستائش کی خواہش، نہ نام و نمود کی تمنا۔ امام محمد رحمہ اللہ نے بھی تو فرمایا تھا:

کیف انام وقد نامت عیون المسلمین تو کلا علینا ویقولون اذاقع لنا امر رفعنا الیہ فیکشفہ لنا فاذا نامت ففیہ تضیع الدین۔

(کردی: ۵۱/۲)

میں کیسے سو سکتا ہوں، جب عام مسلمان ہم پر اعتماد اور یہ خیال کر کے سو رہے ہیں کہ جب ہمارے سامنے کوئی معاملہ یا نیا مسئلہ پیش آئے گا تو ان کے (امام

محمد) پاس لے جائیں گے، وہ اسے واضح کر دیں گے۔ اگر میں سوچاؤں تو اس سے دین کا نقصان ہوگا۔ مفتیان کرام کی آمد کا مقصد تو ”حلال فوڈ“ کے موضوع پر گفتگو تھا، مگر ان کی آمد نے نجانے سوچ کے کتنے بند در پیچے وا کر دیے۔ کانفرنس میں شرکت کرنے والوں کی نگاہوں میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی فقہی مجلس گھوم گئی۔ برس ہا برس زرے کہ کبھی بنوری ٹائون اور کبھی دارالعلوم کراچی میں مجلس تحقیق مسائل حاضرہ منعقد ہوتی تھی۔ ان میں مفتی محمد شفیع عثمانی، مولانا یوسف بنوری، مفتی محمود جیسے اکابر شریک ہوا کرتے تھے۔ وہ منظر تو ابھی بھی آنکھوں کے سامنے ہے جب مفتی نظام الدین شامزئی اپنے رفقاء کے ہمراہ فقہی مشاورت کے لیے دارالعلوم کراچی جایا کرتے تھے۔ پانچ سال ادھر کا وہ منظر بھی بڑا روح پرور ہوا کرتا تھا جب جامعۃ الرشید میں کراچی بھر کے مفتیان کرام فروکش ہوا کرتے تھے۔

سالوں بعد یہ نظارہ دیکھ کر نجانے کتنے دل آسودہ تھے۔ مفتیان کرام کی باہمی یگانگت اور اپنائیت دل موہ رہی تھی۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ بڑے عرصے سے پچھڑے ایک ہی ماں کے بیٹے دوبارہ مل رہے ہوں۔ باہمی احترام، محبت اور رواداری کا ایسا نمونہ شاید ہی کہیں اور دکھائی دیا ہو۔ فقہی مسائل پر بحث و تہیص سے واقف حضرات جانتے ہیں کہ اس میں دلیل اور جواب دلیل ہوتی ہے۔ اس میں رد و قدح ہوتی ہے۔ حوالہ جات پیش ہوتے ہیں اور فقہی استنباط میں نقطہ نظر کہیں نہ کہیں دوسرے سے ٹکراؤ کھاتا ہے مگر قلب و نظر میں اب بھی فقہی مناقشہ کا منظر موجود ہے۔ اگر کسی حوالے کی نقل میں کمی رہ گئی، کسی فقہی مسئلے کی علت معلوم کرنے اور قیاس کرنے میں کوتاہی ہوئی تو اکابر مفتیان نے اس انداز میں اصلاح کی کہ سب عیش عیش کر اٹھے۔ کسی پہ طنزیہ جملے، نہ رکیک فقرے۔ روزانہ میڈیا پر گفتگو کے دوران تمام اخلاقی حدیں پامال کرنے کو گفتگو اور تنقید کا فن مدارس کے مفتیان سے

سیکھنا چاہیے۔ وہ لمحہ تو شاید زندگی بھر نہ بھول پائے جب ویکسین پلانے اور پولیو کے قطروں پر بحث چھڑی۔ موافق و مخالف دلائل، علاقائی مشاہدات اور فقہی جزئیات کا اک حسین سنگم، رد و قدح بھی ایسی کہ قربان جاییں۔ چٹکے، جگ بیتی اور آپ بیتی، ایک مسئلہ تھا کہ ہزار داستان۔

اس روز کی کارروائی تو محفوظ کرنے اور بار بار سن کر حظ اٹھانے کے لائق ہے۔ علم و تحقیق سے وابستہ افراد جانتے ہیں کہ میڈیا پر چھائے ہوئے نام نہاد "اسلامی محققین" اپنی تحقیق کو حرف آخر سمجھتے ہیں اور اپنے اسلاف اور اپنے سے زیادہ علم والے علماء کی تحقیق کو ماننا اپنی توہین سمجھتے ہیں، اس کے برعکس علماء ربانین ہیں جو اپنی تحقیق پر خود پسندی کا شکار ہونے کی بجائے دوسروں کی رائے کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور یہی فرق ہے اہل حق اور اہل باطل میں۔ مثلاً بخاری شریف میں حضرت ابو موسیٰ اشعرے رضی اللہ عنہ کا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ فرمان: لَا تَسْأَلُونِي مَا دَامَ هَذَا الْحَبْرُ فِيكُمْ

(رقم: 6736)

کہ جب تک تم میں یہ عالم موجود ہے مجھ سے دوبارہ سوال نہ کرنا۔ کس قدر ایمان افروز بات ہے جس پر اہل علم عمل پیرا ہیں، مگر یہاں اس کے برعکس تھا۔ مقالہ پیش کرنے والے اکثر نوجوان تھے۔ اتنے کم عمر کہ شاید بہت سے مفتیان کرام کے بیٹوں سے بھی چھوٹے، مگر علم کسی ذات، پات اور عمر و سن نہیں دیکھتا۔ ملک بھر کے ان مفتیان کرام نے دل کھول کر نوجوان مفتیان کرام کی محنت کو سراہا۔ فقہی مجلس کے اختتام پر جو بھی اظہار خیال کرتا، نوجوان مفتیان کو ضرور داد دیتا۔ (لطیفہ: فتویٰ لفظ "فتی" سے ہے اور "فتی" نوجوان کو کہتے ہیں، یہاں اسم اور مسمیٰ میں خوب مطابقت تھی۔) مفتیان کرام نے دو روزہ کانفرنس میں حلال

فوڈ کے مسئلے پر بحث کی۔ کس قدر حیرت کی بات ہے کہ پاکستان میں بیرون ملک سے کھانے پینے کی چیزیں آتی ہیں تو ان پر تمام ہدایات انگلش میں لکھی جاتی ہیں، مگر حلال کا لفظ جلی حروف میں ہمیشہ اردو میں لکھا ہوا نظر آتا ہے۔ اس لیے کہ کافر کو بھی پتہ ہے کہ مسلمان حلال ہی کھائے گا۔ لیکن افسوس صد افسوس دنیا کا کوئی شخص اس کمپنی سے نہیں پوچھ سکتا کہ تمہیں حلال کا لفظ لکھنے کا اختیار کس نے دیا؟

تمہارے پاس کس ادارے کا سرٹیفکیٹ ہے کہ تمہاری تمام مصنوعات حلال ہیں؟ دنیا کی ہر ملٹی نیشنل کمپنی کو معلوم ہے کہ مسلمانوں کو حلال کے نام پر ہی دھوکا دیا جاسکتا ہے۔ مسلمان دنیا کے کسی بھی حصے میں ہو وہ کھانے کے لیے حلال کا ہی انتخاب کرے گا۔ پاکستان کے سرکاری اعداد و شمار کے مطابق اس وقت دنیا بھر میں سالانہ 21 کھرب ڈالر کی حلال مصنوعات فروخت کی جا رہی ہیں۔ صرف 632 ارب ڈالر کی تو کھانے پینے کی حلال چیزیں فروخت کی جا رہی ہیں۔ اس سے بھی زیادہ حیرت کی بات یہ ہے کہ دنیا بھر میں یہ حلال چیزیں بیچنے والے مسلمان نہیں غیر مسلم ہیں۔ 2010ء میں بھارت نے دنیا میں 21 ارب ڈالر کی حلال مصنوعات برآمد کیں۔ جنوبی افریقا میں ”کارن بیف“ نامی مذبح خانہ ہے۔ یہ دنیا کے چند بڑے مذبح خانوں میں شمار ہوتا ہے۔ یہاں ایک دن میں 1500 صرف گائے ذبح ہوتی ہیں۔ حیرت کی بات یہ کہ اس مذبح خانے کو ایک یہودی چلا رہا ہے، جس نے مسلمان ملازم رکھے ہوئے ہیں۔ حکومت تسلیم کرتی ہے کہ دنیا بھر میں پھیلی اتنی بڑی حلال فوڈ کی مارکیٹ میں پاکستان کا کردار نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس وقت دنیا میں حلال اشیا فراہم کرنے والے ملک برازیل، امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، تھائی لینڈ اور بھارت ہیں۔ ذرا دل پہ ہاتھ رکھ کر سوچے کہ کیا ان تمام ممالک کی حلال اشیا واقعی حلال ہوں گی؟ کیا وہ لوگ جانور ذبح کرتے وقت مسلمانوں کی تمام شرائط کا پاس

رکھتے ہوں گے؟ دیگر ممالک میں حلال فوڈ برآمد کرنے کی بات تو بہت بعد کی ہے، اس وقت پاکستان میں ہم جو حلال چیزیں روزانہ کھاتے ہیں ان میں سے اکثر غیر مسلم ممالک سے منگوائی جاتی ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق ہم ہر سال ایک کھرب روپے سے زائد غیر ملکی اشیاء کھاتے ہیں۔ ان اشیاء میں صرف چاکلیٹ اور ٹافیاں ہی شامل نہیں، اس وقت ہمارے اسٹورز میں بکنے والی کریم، مکھن، دودھ اور دیگر سینکڑوں مصنوعات بیرون ملک سے درآمد کی جا رہی ہیں۔ کوئی پتہ نہیں ان کے بنانے والے عیسائی، یہودی، دہریے یا بت پرست ہیں۔ کوئی نہیں جانتا کہ ان چیزوں میں ڈالے جانے والے اجزا حلال ہیں یا حرام؟

اس سے بھی حیرت کی بات یہ کہ کسی چیز میں ایک فیصد یا اس سے کم ڈالی جانی والی چیز کا ذکر تک نہیں کیا جاتا۔ پھر حیف در حیف یہ کہ چیزوں میں استعمال ہونے والے تمام اجزا بیرون ملک سے درآمد کیے جا رہے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی ہماری فیکٹریاں نہیں تیار کرتیں۔ ان اجزا کی تعداد سینکڑوں نہیں ہزاروں میں ہے۔ ان حالات میں، اب تو ہی بتا تیرا مسلمان کدھر جائے۔

نہ لٹتا اگر دن کو تو راتوں کو یوں بے خبر سوتا

رہا کھکا نہ چوری کا دعا دیتا ہوں رہزن کو

ان حالات میں نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر میں پھیلے مسلمانوں کی خاطر حلال فوڈ پر کانفرنس کا انعقاد نہایت خوش آئند ہے۔ جامعۃ الرشید کی طرف سے حلال و حرام سے متعلق آگہی اور تحقیق کے لیے ”حلال فاؤنڈیشن“ کا قیام بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ بلاشبہ ملک بھر کے مفتیان کرام کا جمع ہو کر حلال فوڈ پر اجتماعی غور و فکر امید کی ایک کرن ہے۔ علمائے کرام نے ثابت کر دیا کہ وہ بدلتے حالات کے ساتھ تبدیل ہوتے مسائل میں بھی امت کی رہنمائی کرتے رہیں گے۔

فخر المتکلمین خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ

مولانا محمد عبداللہ معتمد

ولادت و نسب:

سرتاج المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری صفر 1269ھ بمطابق دسمبر 1852ء کو منصفہ شہود پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ کا آبائی وطن صوبہ یوپی ضلع سہارنپور کا ایک مشہور قصبہ انبیٹھ ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب دسویں پشت پر اپنے روحانی باپ و مرشد قطب الارشاد حضرت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ سے جا ملتا ہے آپ کے والد ماجد شاہ مجید قصبہ انبیٹھ کے مشہور و ممتاز خاندان الیوبی کے ایک نمایاں فرد تھے۔ آپ کی والدہ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمہ اللہ صدر مدرس دارالعلوم دیوبند کی حقیقی بہن اور استاذ الکل حضرت مولانا مملوک علی قدس سرہ کی صاحبزادی تھی۔ شاہ مجید علی ریاست کے سرکاری عہدیدار ہونے کی وجہ سے اکثر اوقات گھر سے باہر ہوتے، جس کی وجہ سے آپ کی والدہ ماجدہ کا زیادہ وقت اپنے میکہ میں گزرتا، اس لیے آپ کی رضاعت اور ابتدائی تربیت زیادہ تر آپ کے ننھیال میں ہوئی۔

تعلیم و تربیت:

حضرت سہارنپوری رحمہ اللہ کی عمر 5 سال ہوئی تو آپ کے نانا محترم حضرت مولانا مملوک علی نانوتوی رحمہ اللہ نے آپ کو تبرکاً بسم اللہ شریف پڑھا کر قاعدہ شروع کرا دیا۔ فطرتاً آپ ذہین اور ذکی تھے اس لیے ناظرہ قرآن جلدی ختم کر لیا۔ قرآن ختم ہونے کے بعد مولانا نے ابتدائی عربی اور فارسی کتابیں انبیٹھ اور نانوتہ میں مختلف اساتذہ سے پڑھی پھر جب 1283ھ میں دارالعلوم دیوبند کے قیام کی خبر سنی اور یہ معلوم ہوا کہ دارالعلوم میں صدر مدرس

آپ کے ماموں حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمہ اللہ قرار پائے ہیں۔ تو آپ والدین سے اجازت لے کر دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور وہاں پر صرف، نحو اور فلسفہ کی متداول کتب پڑھیں۔ دارالعلوم دیوبند کے قیام کے تقریباً 6 ماہ بعد سہارنپور شہر میں مدرسہ مظاہر العلوم کا افتتاح ہوا جس کے صدر مدرس مولانا محمد مظہر نانوتوی رحمہ اللہ تجویز ہوئے دارالعلوم دیوبند میں اگرچہ آپ مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمہ اللہ کی زیر نگرانی بہترین نظم و نسق کے ساتھ تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ مگر قدرت کو منظور تھا کہ جس ذات گرامی کے ہاتھوں مظاہر العلوم کو منازل ترقی طے کرنے ہیں وہ اپنی تعلیم کے سلسلہ میں مظاہر العلوم ہی کا رہنما و منت اور احسان مند ہو۔ اس لیے دیوبند میں آپ کا دل نہیں لگا اور آپ مظاہر العلوم سہارنپور تشریف لے آئے یہاں پر آپ نے حدیث، فقہ، تفسیر، اصول، منطق، ہیئت اور دیگر علوم عالیہ و آلیہ مولانا محمد مظہر رحمہ اللہ اور دیگر مدرسین سے پڑھے، تقریباً 19 سال کی عمر میں آپ نے درس نظامی سے فراغت حاصل کی اس کے بعد علوم ادبیہ میں مہارت کا شوق آپ کو اور نیشنل کالج لاہور لے آئی یہاں پر آپ نے مشہور ادیب مولانا فیض احمد سہارنپوری سے علوم ادبیہ کی خاطر خواہ تکمیل فرمائی۔

تدریس: جب لاہور سے آپ کی واپسی ہوئی تو آپ کے ماموں مولانا محمد یعقوب صاحب نے عربی کے معتبر اور مستند لغت قاموس کا ترجمہ کرنے کے لیے آپ کو منصوری پہاڑ بھیج دیا۔ منصوری پر آپ کے قیام کو ابھی چند ہی ماہ گزرے تھے کہ منگور کے مدرسہ عربیہ میں مدرس کی ضرورت محسوس ہوئی اور آپ بحیثیت صدر مدرس وہاں تعینات ہو گئے۔ اس کے بعد بالترتیب بھوپال، بہاولپور، بریلی، اور دیوبند میں مدرس رہے، 1314ھ میں جب کہ آپ کی عمر 45 سال تھی صدر مدرس کی حیثیت سے مدرسہ مظاہر العلوم میں آپ کا تقرر ہوا جہاں آپ نے پڑھا اور علمی نشوونما پائی تھی۔ یہاں آپ نے اپنے استاذ محترم مولانا محمد مظہر کے لگائے ہوئے باغیچے کو اس جانفشانی اور تندہی سے سینچا، جس کا اظہار مظاہر العلوم کا ہر طاق و محراب اور ہر درودیوار زبان حال سے کر رہا ہے۔

سلوک:

باوجود اس کے کہ آپ علوم عالیہ اور ادبیہ میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے آپ کی فطرت سلیمہ اس معرفت الہیہ کی جستجو میں تھی جو قال کو حال اور علم کو سر تا پایا عمل بنادیتی ہے۔ چنانچہ اس مقصد کے حصول کے لیے آپ کی نظر انتخاب قطب عالم، فقیہہ النفس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ پر پڑی اور آستانہ رشیدیہ پر حاضر خدمت ہوئے، حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے آپ کے باطن با صفا کو سمجھ کو بلاتامل آپ کو بیعت کرالیا۔ بیعت ہونے کے بعد سلوک سے متعلقہ معمولات آپ نے نہایت عزیمت اور حد درجہ استقامت سے پورے فرمائے۔ دن بھر تشنگانِ علم کو فقه و تفسیر کا سبق پڑھاتے اور شب کو ذکر الہی سے رطب اللسماں رہتے، سنسان گھڑیوں میں جبکہ دنیا خواب خرگوش سو رہی ہوتی تھی آپ اپنے مولیٰ کے ساتھ راز و نیاز میں مشغول ہو جایا کرتے تھے۔ آپ کی انہی ریاضتوں کا ثمرہ تھا کہ جب آپ سفر حج پر تشریف لے گئے تو امام ربانی، مرشد العرب والجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے پہلی ہی ملاقات میں آپ کو اپنی بیعت میں داخل کر لیا۔ اور ساتھ ہی خلعہ خلافت سے بھی نوازا، مزید برآں اپنی دستار آپ کے سر پر رکھ دی اور تحریری خلافت نامہ عنایت فرمایا۔ جب آپ واپس ہندوستان پہنچے تو حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور خلافت نامہ دکھایا، حضرت گنگوہی نہایت خوش ہوئے، اور اسی خلافت پر مہر تصدیق ثبت کر کے آپ کو اپنی طرف سے بھی خلافت دے دی۔

علمی کارنامے:

حضرت سہارنپوری رحمہ اللہ جس طرح تدریس و تبلیغ دین سے متعلق رہے ایسے ہی اکابر علماء دیوبند کی روش پر چلتے ہوئے قلم اور زبان دونوں سے اپنے دور کے ہر پیش آمدہ فتنے کا تعاقب کیا ہے۔ اس سلسلے کے چند ایک واقعات پیش خدمت ہیں۔

جس وقت آپ مدرسہ دینیات کے صدر مدرس تھے تو مدرسہ کے افسروں میں سے ایک شیعہ افسر چراغ شاہ تھا، جب حضرت کسی دفتری کام کی خاطر ان کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ مذہبی قصہ چھیڑ کر اہل سنت پر اعتراضات شروع کر دیتا، حضرت نے خارجی وقت میں کتب شیعہ کا مطالعہ کر کے ہدایات الرشید کے نام سے رد شیعیت پر ایک ضخیم کتاب لکھی جو کہ اپنے موضوع کے اعتبار سے ایک لاجواب کتاب ہے۔

آپ کی شہرہ آفاق کتاب براہین قاطعہ جب منظر عام پر آئی تو بعض کج فہموں نے اپنی کم علمی کی بنیاد پر اس کی چند ایک عبارات میں قطع برید کر کے غلط رنگ میں پیش کیا اور حضرت کے متعلق یہ فتویٰ لگایا کہ "خلیل احمد بدین اور کافر ہے" آپ نے اس افتراء پر دازوں کے ساتھ تحریری و تقریری مناظرے کیے اور نقلی و عقلی رنگ میں ایسے دلائل پیش کیے کہ مخالف مناظرین کو آپ کا علم و فضل کا سکہ ماننا پڑا۔ اس موقع پر ثالث نے آپ کو رئیس المناظرین کے لقب سے ملقب کیا۔ ایک مرتبہ سفر حج پر جاتے ہوئے راستہ میں مولوی دیدار علی لوری کی طرف سے عین اس وقت آپ کو دعوت مناظرہ دی گئی جب کہ آپ جہاز پر سوار ہونے والے تھے۔ آپ کے رفقاء نے جواب دیا جہاز تیار ہے اب گنجائش نہیں واپسی پہ مناظرہ ہوگا، آپ نے یہ سنا تو بے ساختہ فرمایا کہ نہیں ہم تیار ہیں حج بشرط زندگی دوسرے سال کر لیں گے، یہ بھی تو ایک دینی کام ہے یہ سن کر فریق مخالف پر اوس پڑ گئی اور کوئی میدان مناظرہ میں نہ آیا۔

(تذکرۃ الخلیل ص 155 ملخصاً)

سفر حجاز اور سفر آخرت:

16 شوال المکرم 1344ھ کو آپ مدرسے سے ڈیڑھ سال کی رخصت لے کر حج کے لیے حرمین شریفین تشریف لے گئے مناسک حج پورے ہونے کے بعد اپنے رفقاء سفر کو واپس ہندوستان بھیج دیا اور خود وہیں پر سکونت اختیار کر لی اس دوران آپ نے بعض علماء مدینہ کے اصرار پر ابوداؤد پڑھانا شروع کر دی مگر یہ سلسلہ درس صرف دو روز تک رہا، کیونکہ درس کا

آغاز آپ کی وفات سے چار دن قبل ہوا تھا۔ آپ کی شہرہ آفاق تصنیف بذل المجہود مدینہ منورہ میں سکونت کے دوران ہی مکمل ہوئی جب بذل کی تالیف سے فراغت پائی تو فرمایا کہ حق تعالیٰ سے تین دعائیں مانگی تھیں دو قبول ہو چکی ہیں ایک باقی ہے۔ 1: مکہ مکرمہ میں پر امن اسلامی شریعت اپنی آنکھوں سے دیکھ سکوں، 2: موت سے پہلے پہلے بذل کی تالیف مکمل ہو جائے۔ 3: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار میں دفن ہونا نصیب ہو جائے۔

آپ کی تیسری دعا کو بھی اللہ رب العزت نے شرف قبولیت بخشا۔ چنانچہ بذل المجہود مکمل ہونے کے تقریباً 8 ماہ بعد 15 ربیع الثانی 1346ھ کو بعد عصر وصال فرمایا۔ اور قبلہ اہل بیت کے متصل دفن ہوئے ایک عجیب اتفاق یہ ہوا کہ جامعہ مظاہر العلوم سے ڈیڑھ سال کی حاصل کردہ رخصت میں نہ ایک دن کم ہو نہ زیادہ، رخصت کا زمانہ 15 ربیع الثانی 1346ھ کو ختم ہوا اور سورج غروب ہونے میں ایک گھنٹہ باقی تھا کہ آفتاب علم و عمل غروب ہو گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تالیفات و تصنیفات :

- بذل المجہود: سنن ابی داؤد کی لاجواب شرح
المہند علی المفند: علماء دیوبند پر بعض متہمین کی افتراء پر دازی کا جواب
ہدایات الشیعہ: ایک شیعہ سرکار کا مذہب اہل السنۃ پر اعتراضات کے مسکت جوابات
مطرقۃ الکرامۃ: مسئلہ خلافت و امامت پر ایک لاجواب کتاب
اتمام النعمۃ:
غنیۃ المناسک: مناسک حج پر مشتمل ایک جامع رسالہ
براہین قاطعہ: ایک مبتدع کی کتاب انوار ساطعہ کا کافی شافی جواب

کنز الدقائق

مولانا محمد یوسف

پہلی صدی ہجری سے تیسری صدی ہجری تک کا زمانہ اسلامی علوم و فنون کا تشکیلی دور ہے، سارے علوم و فنون ایک مخصوص علمی انداز میں مرتب کیے جا رہے تھے۔ تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ اور بقیہ علوم و فنون کی اصل تشکیل ابتدائی تین صدیوں میں ہی ہوئی۔ چنانچہ جب تشکیلی دور کا یہ مرحلہ گزر گیا اور ایک بنیاد فراہم ہو گئی تو یہ علوم و فنون اتنے پھیل گئے کہ ایک طالب علم کے لیے ان کا احاطہ کرنا اور ان کو اپنی گرفت میں لانا مشکل ہو گیا۔ چنانچہ اس دور کے چند جید علماء کرام نے اس ضرورت کو محسوس کیا کہ اگر سارے ذخیرہ علم کو ایک مختصر کتابچے کے اندر سمو دیا جائے تو طلبہ کے لیے سمجھنا اور یاد کرنا آسان ہو گا۔

اس درسی ضرورت کے پیش نظر کچھ متون لکھے گئے ان میں اس بات کا خیال رکھا گیا کہ اس علم میں اس وقت تک جتنی وسعت پیدا ہوئی ہے اس کا جائزہ لے کر اس کے جو بنیادی مسائل ہیں اور جن پر اس علم کے ماہرین کا اتفاق ہے ان کو ایک آسان مختصر جامع متن میں سمو دیا جائے۔ یعنی ایک ایسا خلاصہ تیار کیا جائے جس کے یاد کر لینے سے اس علم کے اہم مسائل گرفت میں آجائیں۔ چنانچہ اس منصوبے کو عملی شکل دینے کے لیے کوشش شروع کر دی گئی۔ جس کے نتیجے میں بہت جلد ایسے متون منظر عام پر آ گئے جو طلبہ کی درسی ضروریات کی تکمیل کا ذریعہ بن گئے، اور یہ متون فقہ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی تمام فقہوں میں تیار ہوئے۔ پھر گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ نئے مسائل اور مزید اجتہادات کے پیش آنے کی وجہ سے متون کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔

اس دوران ایسے متون بھی دیکھنے میں آئے جنہیں اپنی انفرادی خصوصیات کی بناء پر عوام و خواص میں اس قدر مقبولیت حاصل ہوئی کہ زمانہ تصنیف سے لے کر عصر حاضر تک یکساں طور پر ان کو عظمت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور ان سے استفادہ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ فقہ حنفی کے ان متون میں سے ایک مقبول ترین اور فقہ اسلامی کے ذخیرے کا سب سے منفرد متن "کنز الدقائق" کہلاتا ہے۔ اس کو ایک جید حنفی عالم، مفسر قرآن علامہ ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہ بن احمد النسفی رحمہ اللہ نے ساتویں صدی ہجری کے اواخر میں تصنیف فرمایا تھا۔ علامہ نسفی رحمہ اللہ نے ایک تفسیر بھی "مدارک التنزیل" کے نام سے لکھی تھی، جو آج بھی علمی حلقوں میں لائق مطالعہ و قابل استفادہ سمجھی جاتی ہے۔ علامہ موصوف کو باری تعالیٰ عزوجل نے فقہ و تفسیر میں خصوصاً قابل رشک ملکہ اور کمال عطاء فرمایا تھا۔ باریک بینی و دقیق نظری سے مسئلہ کی تہہ تک پہنچنا اور پھر ایک تفصیلی مسئلہ کو نہایت مختصر الفاظ میں بیان کرنا آپ کا خاص وصف تھا۔ انہیں صفات کی جھلک آپ کی تصانیف میں نمایاں طور پر دکھائی دیتی ہے۔

کنز الدقائق کے نام سے علامہ نسفی رحمہ اللہ نے جو متن تیار کیا ہے وہ تمام متون سے زیادہ مختصر اور جامع کہ اتنا مختصر اور جامع اسلامی ادبیات میں اپنے اس اختصار اور جامعیت کی وجہ سے اپنی مثال آپ ہے۔ بعض مقامات پر تو یہ اختصار ایک پہیلی کی صورت اختیار کر جاتا ہے جو اپنے اندر نہ صرف علم کا ذخیرہ رکھتا ہے بلکہ طلبہ کی دلچسپی کا سامان بھی فراہم کرتا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کس طرح وہ ایک طویل بحث کو سمیٹ کر مختصر ترین عبارت میں بیان کرتے ہیں۔ ذیل میں ہم ایک دو مثالیں ذکر کرتے ہیں جس سے آپ علامہ موصوف کی زبردست قوت فکر، شاندار انداز تحریر اور بہترین طرز تفہیم کا بخوبی اندازہ لگا سکیں گے۔

ایک جگہ زیر بحث مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص جس پر غسل واجب تھا وہ کنویں میں

گر گیا۔ دوچار غوطے کھانے کے بعد اس کو باہر نکالا گیا۔ اس کا پورا جسم بھیگ چکا تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ کنویں کا اور اس آدمی کا کیا حکم ہے؟ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص بدستور حالت جنابت میں ہے محض کنویں میں گر کر بھیگ جانے سے اس کا غسل نہیں ہوا۔ اور اس کے گر جانے کی وجہ سے پانی بھی ناپاک ہو گیا۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس آدمی کا غسل تو نہیں ہوا لیکن پانی پاک ہی سمجھا جائے گا۔ اور امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس شخص کا غسل ہو گیا اور پانی بھی بدستور پاک رہے گا۔ (اس مسئلہ کے تینوں جزیات کے تفصیلی دلائل موجود ہیں) اگر آپ اس مسئلہ کو لکھیں گے تو دوچار صفحات بھر ہی جائیں گے۔ مگر امام نسفی رحمہ اللہ نے اس ساری بحث کو ایک جملہ میں یوں لکھا ہے کہ "ومسئلة البئر حط" (کہ کنویں کا مسئلہ ج، ح، ط ہے)

چونکہ فقہائے احناف میں پہلا درجہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے اس لیے سب سے پہلے ان کی رائے بیان کی ہے اور "ج" سے مراد نجس ہے، یعنی دونوں نجس ہیں، کہ پانی بھی نجس ہو گیا اور وہ آدمی بھی بدستور نجس ہی رہا، امام صاحب کے بعد دوسرا درجہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا اس لیے آگے ان کا مسلک بیان کیا ہے اور "ح" سے مراد ہے "علی حالہ" یعنی دونوں اپنی اپنی حالت پر ہیں کہ کنواں جیسے پہلے تھا ویسے ہی پاک رہے گا اور وہ آدمی جیسے پہلے ناپاک تھا اب بھی ناپاک سمجھا جائے گا۔ تیسرا موقف امام محمد رحمہ اللہ کا بیان کیا ہے جن کا درجہ ان دونوں حضرات کے بعد آتا ہے۔ اور "ط" سے مراد "طاهر" ہے، یعنی کنواں بھی پاک ہے اور وہ آدمی بھی پاک ہو جائے گا۔

اب اس تفصیلی مسئلہ کو امام موصوف رحمہ اللہ نے تین حروف "ج ح ط" میں سمیٹ کر بیان کر دیا۔ چونکہ دشمنان فقہ فقہات کی نعمت سے محروم ہوتے ہیں، اس لیے فقہ کی

ایسی مغلق عبارات نہ سمجھنے کے باعث اعتراضات کی بوچھاڑ کر دیتے ہیں، کیونکہ اصول ہے: الناس اعداء لما جھلوا۔

کھلے گاکس طرح مضمون مرے مکتوب کا یارب

قسم کھائی ہے اس کافر نے تو خط کو جلانے کی

۲: ایک اور جگہ زیر بحث مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو کوئی چیز ہبہ کر دے یا ہدیہ دیدے اور بعد میں اس ہدیہ یا ہبہ کو واپس لینا چاہے تو کن صورتوں میں وہ ہدیہ واپس لیا جاسکتا ہے اور کن میں نہیں لیا جاسکتا۔ (یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے اس میں فقہاء کرام کی آراء مختلف ہیں) اخلاقی اعتبار سے تو ہدیہ واپس لینا بری بات اور گھٹیا حرکت ہے اور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی حوصلہ شکنی فرمائی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر قانونی اعتبار سے کوئی اپنا دیا ہوا ہدیہ واپس لینا چاہے تو اس کے لئے قانوناً گنجائش ہے یا نہیں؟ اس معاملہ میں فقہاء احناف کا نقطہ نظر یہ ہے کہ سات صورتیں ایسی ہیں جن میں ہدیہ واپس نہیں لیا جاسکتا بقیہ ہر صورت میں لیا جاسکتا ہے اب اگر ان سات صورتوں کو لکھا جائے تو کم سے کم ایک پورا صفحہ تو لکھنا پڑے گا۔ مگر علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پوری بحث کو صرف ایک جملہ میں بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ "والرجوع فی الہبۃ دمع خزقہ" (یعنی ہبہ میں رجوع کرنے کا معاملہ "دمع خزقہ" ہے) یہ جملہ "دمع خزقہ" سات حروف سے مرکب ہے اور ہر حرف ایک ممنوعہ صورت کی نشان دہی کرتا ہے وہ اس طرح کہ "د" سے مراد ہے زیادتی متصلہ یعنی ایسا اضافہ جو اس چیز کے ساتھ جڑا ہوا ہو الگ نہ ہو سکتا ہو جیسے ستو کے اندر گھی ملا دیا گیا۔ "م" سے مراد ہے "موت احد المتعاقبین" ہبہ کرنے والے یا ہبہ لینے والے میں سے کسی ایک پر موت واقع ہو جائے۔ "ع" سے مراد ہے عوض یعنی ہبہ لینے والا اس کے بدلے میں کوئی چیز دے دے۔ "خ" سے مراد ہے ملک سے خروج یعنی وہ چیز ہبہ لینے والے کی ملک سے نکل جائے خواہ وہ اس کو بیچ دے یا

صدقہ وغیرہ کر دے۔ "ز" سے مراد ہے زوجین یعنی شوہر اور بیوی میں سے کوئی ایک دوسرے کو کوئی چیز ہبہ کرے۔ "ق" سے مراد ہے قرابت یعنی اپنے قریبی رشتہ دار جیسے ماں، باپ، بہن، بھائی، بھتیجے، بھائی وغیرہ۔ "ح" سے مراد ہے ہلاکت یعنی وہ موہوبہ چیز ہلاک یا ضائع ہو جائے۔ اس طرح مصنف مرحوم نے ایک مختصر جملہ "دمع خزقہ" کے ذریعے وہ تمام صورتیں بتادیں جہاں ہبہ واپس لینا جائز نہیں۔

شروحات:

یوں تو متن مذکور (کنز الدقائق) اپنی جامعیت اور ترتیب و تہذیب کے ساتھ ساتھ حسن اختصار کی وجہ سے پوم تصنیف سے لے کر تاحال ہمیشہ ہی ارباب قلم کا منظور نظر رہا ہے۔ اور مختلف اہل علم حضرات نے اپنے اپنے دور میں اس پر قلم اٹھایا ہے اور درجنوں شروحات و حواشی معرض وجود میں آچکے ہیں مگر سردست ہم صرف مشہور شروحات کے ذکر پر اکتفاء کرتے ہیں۔

تمیین الحقائق: یہ کتاب مشہور فقیہ اور محدث علامہ فخر الدین ابو محمد عثمان بن علی الزیلعی رحمہ اللہ م 743ھ کی ہے۔ اس میں استدلال اور دلیل پر بہت زور دیا گیا ہے کہ فلاں بات "کنز الدقائق" میں کیوں کہی گئی ہے؟ اور اس کی دلیل کیا ہے؟ یہ تفصیل تمیین الحقائق میں ملتی ہے یہ کتاب تین ضخیم جلدوں میں ہے۔

البحر الرائق: یہ کتاب علامہ زین العابدین بن ابراہیم معروف بابن نجیم رحمہ اللہ م 970ھ کی ہے۔ یہ تمام شروحات میں سب سے زیادہ مشہور اور مفصل ہے۔ علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ کی اس شرح میں معلومات کی کثرت اور مثالوں اور جزوی احکام کا استیعاب (احاطہ، گہیراؤ) کیا گیا ہے۔ مذکورہ دونوں شرحیں مل کر ایک دوسرے کی تکمیل کرتی ہیں کہ ایک میں استدلال اور دوسری میں مثالیں زیادہ ہیں۔

اخبار مرکز

ادارہ

مولانا حبیب الرحمن تونسوی صاحب کی مرکز آمد:

24 مارچ استاذ العلماء حضرت مولانا حبیب الرحمن تونسوی مدظلہ مرکز اہل السنۃ والجماعۃ تشریف لائے۔ حضرت تونسوی مدظلہ متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ تعالیٰ کے استاذ ہیں۔ مرکز کے شعبہ جات اور ان کی بھرپور کارکردگی کو دیکھ کر دعائیں دیں اور متکلم اسلام مدظلہ کی انتھک محنت کو سراہا۔

اسفار: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ تعالیٰ نے 25 مارچ بروز اتوار جنوبی پنجاب کے سفر کا آغاز کیا۔ مختلف اضلاع مثلاً ملتان، لیہ، رحیم یار خان وغیرہ سے یہ سفر شروع ہوا اور 29 مارچ 2012ء کو کراچی پہنچے۔

متکلم اسلام کی اجتماع خانقاہ اشرفیہ اختر یہ کراچی میں شرکت:

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کے پیر مرشد عارف باللہ حضرت اقدس شاہ حکیم محمد اختر دامت برکاتہم العالیہ کی خانقاہ اشرفیہ اختر یہ کراچی میں عالمی اصلاحی اجتماع ہوا جس میں متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ سمیت دیگر خلفاء اور عوام الناس نے شرکت کی۔

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ تعالیٰ کا تیسرا نکاح مسنونہ:

5 اپریل 2012ء بروز جمعرات متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ تعالیٰ کا تیسرا نکاح ہوا۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ کے صاحبزادے مولانا محمد طلحہ

کاندھلوی مدظلہ العالی نے نکاح پڑھایا۔ متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ تعالیٰ کی یہ تیسری اہلیہ محترمہ مشہور تبلیغی بزرگ حضرت مولانا مفتی زین العابدین رحمہ اللہ کی صاحبزادی ہیں۔

بیرون اسفار: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کا مسکلی حوالے سے سفر 7 اپریل 2012ء سے شروع ہوا۔ دہلی کے مختلف شہروں کا دورہ کرتے ہوئے 13 اپریل 2012ء کو حضرت مدظلہ واپس تشریف لائے۔

مولانا عصمت اللہ شاہ اور مولانا ابوالیوب قادری حفظہما اللہ کے دروس:

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا کے متخصّصین کی علمی آبیاری کے لیے مناظر اہل السنۃ والجماعۃ حضرت مولانا عصمت اللہ شاہ اور مولانا ابوالیوب قادری حفظہما اللہ تشریف لائے۔ اول الذکر نے مسئلہ خلافت، مطالعہ مودودیت اور فتنہ خارجیت جبکہ ثانی الذکر نے اہل بدعت کے عقائد، رد بدعات اور ان سے طریقہ ہائے گفتگو پر مدلل دروس ارشاد فرمائے۔

قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن مدظلہ کی مرکز آمد:

16 اپریل 2012ء قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن مدظلہ العالی مرکز اہل السنۃ والجماعۃ میں تشریف لائے۔ حضرت کی آمد پر متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ، اساتذہ مرکز اور متخصّصین نے پر جوش استقبال کیا۔ مرکز کے مختلف شعبہ جات کا معائنہ کراتے ہوئے متکلم اسلام حفظہ اللہ نے اپنے ادارے اور مسلکی کام کی گارگزاری سناٹی جسے سن کر قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن مدظلہ العالی نے انتہائی مسرت کا اظہار فرمایا اور اس مبارک کام کی ترقی کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔

حضرت اقدس مولانا محمد طلحہ کاندھلوی مدظلہ العالی کی مرکز شریف آوری:

17 اپریل 2012ء مرکز میں قطب عالم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ کے فرزند ارجمند حضرت اقدس مولانا محمد طلحہ کاندھلوی مدظلہ العالی تشریف

لائے۔ حضرت مدظلہ کے ساتھ ہند اور پاکستان کے کئی جید علمائے عظام بھی تشریف لائے جن میں فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا عبدالحفیظ کی صاحب مدظلہ العالی (مکہ مکرمہ)، پیر طریقت حضرت مولانا عزیز الرحمان ہزاروی صاحب مدظلہ العالی (راولپنڈی)، حضرت مولانا محمد شاہد صاحب مدظلہ العالی (نواسہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندہلوی رحمہ اللہ وناظم مظاہر العلوم سہانپور)، جناب محمد خالد صاحب (گجرات، ہند) اور دیگر علمائے کرام شامل تھے۔ حضرت کی آمد پر متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ سمیت اراکین مرکز و متخصصین نے پر جوش استقبال کیا۔ اس موقع پر قرب وجوار کے علماء و عوام بھی مرکز میں جمع ہو گئے اور ایک محفل ذکر کا انعقاد بھی ہوا۔ جس میں اولاً متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ نے خطاب فرمایا اور حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب کاندہلوی مدظلہ العالی کا بھی شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اپنی تکلیف اور سفر کی صعوبتوں کے باوجود ہمیں اعزاز بخشا اور ہماری دعوت پر تشریف لائے۔ بعد ازاں پیر طریقت حضرت مولانا عزیز الرحمان ہزاروی مدظلہ العالی نے وعظ فرمایا اور ذکر اللہ سے سامعین کے قلوب کو گرمایا۔ حضرت مولانا محمد طلحہ کاندہلوی مدظلہ العالی نے شرکاء مجلس سے خطاب فرماتے ہوئے نکاح بیوگان پر بہت زور دیا کہ بیوہ عورتوں سے نکاح کرنا ایک سنت کو زندہ کرنا ہے۔ اس پر متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب حفظہ اللہ کے اس اقدام کو نمونہ قرار دیا کہ انہوں نے مشہور تبلیغی بزرگ حضرت مولانا مفتی زین العابدین رحمہ اللہ کی بیٹی سے نکاح فرمایا ہے۔ مولانا محمد طلحہ مدظلہ العالی نے فرمایا کہ بیوہ سے نکاح پر طعنہ دینے والے طعن بھی کرتے ہیں لیکن اس کی پرواہ کیے بغیر سنت کے احیاء کے لیے کمر بستہ رہنا چاہیے۔ مولانا محمد الیاس گھمن صاحب کی طرح تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ اس سنت کو زندہ کریں۔ حضرت نے اس نکاح میں برکت کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔ حضرت نے بیان کے بعد ذکر بھی کروایا اور چند احباب کو بیعت بھی کیا۔ علماء اور متخصصین کی خواہش پر اجازت حدیث بھی مرحمت فرمائی۔

حقوقِ مسلم

مولانا محمد ابو بکر اوکاڑوی

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ: رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْيِيتُ الْعَاطِسِ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں۔ سلام کا جواب دینا، بیمار کی عیادت کرنا، جنازے کے ساتھ جانا، دعوت کو قبول کرنا، اور چھینک مارنے والے کا جواب دینا۔

تشریح:

اسلام ایک عالمگیر مذہب ہونے کی بنا پر باہمی اخوت اور محبت کا درس دیتا ہے۔ اسی کی مثال پیش کی جا رہی ہے کہ جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق بیان فرمائے ہیں۔ ان حقوق کی ادائیگی سے مسلمانوں کا باہمی تعلق بہت مضبوط ہوگا، اس لیے ان چیزوں کا خاص طور پر اہتمام کرنا چاہیے۔ بعض مقامات پر ان کے علاوہ اور حقوق کا بھی ذکر فرمایا گیا، مقصد ان کے بیان فرمانے کا یہی ہے کہ وہ انسان جو دور جاہلیت میں ایک دوسرے کی جان و مال اور عزت کا دشمن تھا وہی انسان اسلام کی دولت سے مالا مال ہونے کے بعد ایک دوسرے کی ان چیزوں کا محافظ بن جائے

الحجامہ علاج بھی سنت بھی

کیا آپ بیمار ہیں؟ دواؤں کے استعمال سے تنگ آچکے ہیں؟ تو آئیے اپنی بیماریوں کا علاج نبوی طریقہ الحجامہ سے کرائیں!

- ❖ فرمان مدنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہترین علاج جسے تم کرتے ہو حجامہ لگانا ہے (بخاری)
- ❖ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج پر تشریف لے گئے تو فرشتوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ”اپنی امت سے کہیں کہ وہ حجامہ کروائیں۔“
- ❖ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اگر تم جن چیزوں سے علاج کرتے ہو ان میں سے کسی چیز میں خیر اور بہتری ہے تو وہ حجامہ لگوانا ہے۔
- ❖ حضرت عبدالرحمن بن لیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ پر جادو کیا گیا تو آپ نے اپنے سر پر حجامہ لگوا دیا (ابن ماجہ)
- ❖ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین دن جن میں تم حجامہ لگواتے ہو وہ چاند کی 17، 19، 21 دن ہے۔

حجامہ جن امراض میں مفید ہے: خاص طور پر درد سر، بڑپریشن، کندھوں کا درد، بلند پریش، کانوں کے اندر آواز آنا، عرق النساء، ناکوں، گھٹنوں، کمر اور ایڑی کا درد، شقیقہ، گردوں کا درد، نفسیاتی مرض، ارجی، سحر (جادو)، تھکان کسی بھی مقام پر درد ہو وہیں حجامہ لگوانا نہایت مفید ہے۔ ہر قسم کی بیماری کا علاج بذریعہ حجامہ کیا جاتا ہے

<ul style="list-style-type: none"> ▪ علماء و طلباء کے لیے خصوصی رعایت۔ ▪ غریب اور نادار لوگوں کا مفت علاج۔ 	<p>چاند کی 17، 19، 21 تاریخ کو نہار منہ تشریف لائیں (نوٹ) آنے سے قبل رابطہ ضرور فرمائیں</p>
<ul style="list-style-type: none"> ▪ ہر سائز کے گلاس اور مشین بذریعہ ڈاک منگوانے کی سہولت موجود ہے۔ 	<p>پاکستان میں پہلی مرتبہ</p> <p>حجامہ مشین دستیاب ہے</p> <p>جس سے آپ خود بھی آسانی سے حجامہ لگا سکتے ہیں</p>
<ul style="list-style-type: none"> ▪ خالص جنگلی شہد دستیاب ہے 	<ul style="list-style-type: none"> ▪ حکیم اور ڈاکٹر حضرات کے لیے نایاب تحفہ

معالج بالحجامہ: مولانا محمد سلمان انبالوی 4506556-30333-4300321-0321

الحجامہ سنٹر، B-31 ادارہ قراۃ القرآن شفیق ناؤن حافظ سٹریٹ ملک منیر روڈ گلشن راوی لاہور پاکستان

دفتر احناف میڈیا سروس

مولانا محمد شاہد سہارنپوری کے تشریف آورے

18 اپریل 2012 کو بعد از نماز عصر قطب العالم شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے نواسے مولانا محمد شاہد سہارنپوری، ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور انڈیا، دفتر احناف میڈیا میں تشریف لائے۔ ان کے صاحبزادے مولانا محمد صالح زیدہ مجدد بھی ہمراہ تھے۔ بعد از نماز عصر مولانا شاہد دامت برکاتہم کا جامعہ حقانیہ قینچی امر سدھو میں فضائل درود شریف پر ایمان افروز بیان ہوا۔ بعد ازاں متکلم اسلام سفیر احناف مولانا محمد الیاس گھمن کے ساتھ احناف میڈیا سروس میں تشریف لائے اور ساتھیوں کے تعارف کے بعد ادارے کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔ مولانا موصوف نے استاد محترم کی کاوشوں کو بے حد سراہا اور فرمایا اللہ تعالیٰ مولانا کو اپنی تائید سے مزید نوازیں، اللہ ان کے کام کو قبول بھی فرمائیں اور مقبول بھی۔ اس سے قبل 17 اپریل کو مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا میں بقیۃ السلف شیخ الحدیث مولانا محمد طلحہ کاندھلوی صاحبزادہ قطب العالم شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ، فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالحفیظ مکی، پیر طریقت مولانا عزیز الرحمن ہزاروی و دیگر علماء کرام تشریف لائے۔ مولانا محمد طلحہ کاندھلوی نے مرکز کے مختص طلباء کو اجازت حدیث دیتے ہوئے چند نصائح بھی فرمائیں اور کہا کہ مولانا محمد الیاس گھمن کو اللہ تعالیٰ اجر جزیل عطا فرمائے، جنہوں نے دور حاضر میں بیوہ خاتون سے نکاح کر کے مردہ سنت کو زندہ کیا یقیناً انہوں نے 100 شہیدوں کا اجر پایا ہے۔ وہ مرکز اہل السنۃ میں مولانا کی دعوت ولیمہ پر تشریف لائے اور تیسرے نکاح کی مبارکباد دی۔ یہ بات بھی یاد رہے کہ مورخہ 5 اپریل 2012 کو استاد محترم کا تیسرا نکاح مبلغ اسلام مفتی زین العابدین رحمہ اللہ کی بیوہ صاحبزادی سے ہوا۔ مولانا عبد الوحید صاحب نے نکاح پڑھایا جو کہ رشتے میں اب آپ کے ہم زلف ہیں اس موقع پر بقیۃ السلف مولانا محمد طلحہ کاندھلوی نے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمارے سروں پر اکابر کا سایہ شفقت تادیر سلامت رکھیں اور ان کے قلوب کو ہماری طرف متوجہ فرمائیں۔ آمین، بجاہ النبی الامی الکریم